آزاد نعتیہ نظم

ماہنامہ **نعت** لاہور

ماہنامہ نعت لاہور

جلد ۵ اگست ۱۹۹۲ء شمارہ ۸

آزاد نعتیہ نظمیں

ایڈیٹر: راجا رشید محمود

ڈپٹی ایڈیٹر: شہناز کوثر

مشیرِ خصوصی: چوہدری رفیق احمد باجوہ ایڈووکیٹ

مینجر: اظہر محمود

قیمت ۱۵ روپے (فی شمارہ)
۱۶۰ روپے (زرِ سالانہ)

خطاط: منظر رقم

پرنٹر: حاجی محمد نعیم کھوکھر۔ جیم پرنٹرز۔ لاہور

پبلشر: راجا رشید محمود

بائنڈر: خلیفہ عبدالمجید۔ بک بائنڈنگ ہاؤس ۳۸۔ اردو بازار۔ لاہور

اظہر منزل۔ مسجد سٹریٹ نمبر ۵۔ نیو شالامار کالونی۔ ملتان روڈ

لاہور (پاکستان) پوسٹ کوڈ ۵۴۵۰۰ فون ۴۶۳۶۸۴

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا
مُحَمَّدٍ طِبِّ الْقُلُوْبِ وَدَوَائِھَا
وَعَافِیَةِ الْأَبْدَانِ وَشِفَائِھَا وَنُوْرِ
الْأَبْصَارِ وَضِیَائِھَا وَعَلٰی آلِہٖ
وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ تَسْلِیْمًا.

فہرست

نام کی خوشبو

اداسی کے سفر میں جب ہوا رُک رُک کے چلتی ہے
سوادِ ہجر میں ہر آرزو چپ چاپ جلتی ہے
کسی نادیدہ غم کا کُہر میں لپٹا ہوا سایہ
زمیں تا آسماں پھیلا ہُوا محسوس ہوتا ہے
گزرتا وقت بھی ٹھہرا ہُوا محسوس ہوتا ہے
تو ایسے میں تری خوشبو
محمد مصطفیٰؐ صلِ علیٰ کے نام کی خوشبو
دلِ وحشت زدہ کے ہاتھ پر یُوں ہاتھ رکھتی ہے
تھکن کا کوہِ غم ہٹتا ہوا محسوس ہوتا ہے
سفر کا راستہ کٹتا ہوا محسوس ہوتا......

امجد اسلام امجد

آزاد نعتیہ نظمیں

تحریر: حامد یزدانی

مدحت و نعتِ رسُول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دورِ صحابہؓ ہی سے شعراء کا شعار اور جزوِ ایمان رہی ہے۔ تقریباً ہر دَور، ہر مُلک... اور ہر زبان میں شعراء نعت کی صورت میں اپنے گلہائے عقیدت دربارِ رسالت مآبؐ میں پیش کرتے آئے ہیں۔ ہر زبان کے مزاج کی مناسبت اور ہر دَور کے تقاضوں کے مطابق مفاہیم و مطالب، اسلوب اور اندازِ بیان بدلتے رہے۔ کچھ یہی کیفیت ہمیں اُردو کی نعتیہ شاعری میں نظر آتی ہے۔ جو اُردو شاعری کے ابتدائی دَور سے بیسویں صدی کے آغاز تک بالعموم غزل، قصیدہ، مثنوی، قطعہ اور رباعی کی اصنافِ سخن کی پابند رہی۔ ان اصنافِ سخن کی پابندی کے ساتھ ساتھ مضامین و مطالب میں بھی نعت گو شعراء کی زیادہ توجہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا، حُلیہ مبارک اور اُن کے معجزات کے عقیدت مندانہ بیان تک محدود رہی اور نبیٔ مکرمؐ کی سیرت و کردار کے وہ پہلو بھرپُور اظہار نہ پا سکے، جنہیں لازمۂ نعت کہا جا سکتا ہے۔

مولانا الطاف حسین حالیؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور ظفر علی خان سے نعتیہ شاعری ایک نئے دَور میں داخل

ہوئی، جس میں حضورؐ کے سیرت و کردار کو تاریخی اور عمرانی ہر دو تناظر میں پیش کیا گیا۔ اور پھر ان کی پیروی میں شعراء کی ایک طویل فہرست نظر آتی ہے، جنہوں نے اپنے نعتیہ کلام میں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و کردار کے درخشاں پہلوؤں کو درسِ ہدایت کی صورت میں پیش کیا اور ان کی شخصیت کو انسانِ کامل کی مثالی صورت میں اُجاگر کیا، جس کے اتباع میں دنیا و آخرت کی فوز و فلاح مضمر ہے اور جس سے معاشرے کو قرنِ اوّل کا نمونہ بنایا جاسکتا ہے۔

جیسا کہ ابتدائی سطور میں کہا جا چکا ہے۔ نعت ایک طویل عرصہ تک اظہار و ابلاغ کے لئے غزل، قصیدے یا مثنوی کی مروجہ اصنافِ سخن کی پابند رہی ہے۔ لیکن گزشتہ چند برسوں میں نئے نعت گو شعراء نے : ع

کچھ اور چاہیئے وسعت مرے بیاں کے لئے

کے مصداق جدید نعت کو آزاد نظم کی ہیئت عطا کر کے ابلاغ و اظہار کے نئے پیکر تراشے ہیں۔ مفاہیم و مطالب اور اسلوبِ بیان کے نئے افق دریافت کئے ہیں۔ اور اس سلسلے میں مروجہ الفاظ و تراکیب کے بجائے استعاراتی اور علامتی زبان و بیان کا سہارا لے کر اس صنفِ سخن کو مزید وسعت دینے کی کوشش کی ہے۔ پروفیسر عارف عبدالمتین کے الفاظ میں :-

"آزاد نعتیہ نظموں میں نئی شاعری کے اُسی آبدار عنصر کا بالخصوص خیال رکھا گیا، جو ایمائیت سے عبارت

ہے اور جو مافی الضمیر کے اظہار کے لئے علائم و رموز کو بروئے کار لانے کا قائل ہے۔ اس علامتی طرزِ ابلاغ نے جدید نعت کو ایک ایسی تہ داری سے ہمکنار کیا ہے، جس نے اُسے نہ صرف مزید عمق فراہم کیا، بلکہ ایک انفرادی آن بان بھی ارزانی کی ہے۔"

پروفیسر خالد بزمی کے خیال میں، نعت کسی بھی زبان، کسی بھی صنفِ سخن یا کسی بھی ہیئت میں کہی جائے، اس میں نعت نگاری کے سلیقے کا ہونا از حد ضروری ہے۔ نعت چاہے آزاد نظم کی صورت میں کہی جائے، لیکن اس میں بھی نعت کا سلیقہ و قرینہ، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جملہ اوصاف اور اسماء اور بیان میں پاسِ ادب و احترام ہونا شرط لازم ہے۔

چونکہ ہمارے اِس مضمون کا مقصد "آزاد نعتیہ نظم" پر کسی بحث کا در وا کرنا نہیں، بلکہ ہمارا مقصد اردو اور پنجابی زبان میں اب تک کہی گئی نعتیہ نظموں کا تذکرہ ہے۔ لہٰذا ہم کسی فکری یا فروعی بحث میں اُلجھنے کے بجائے اپنے موضوع کی طرف آتے ہیں۔

عبدالعزیز خالد، اردو کے صاحبِ طرز شاعر ہیں۔ ان کے چھ نعتیہ مجموعے اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ جن میں "فارقلیطؐ"، "منحمناؐ"، "حمطایاؐ"، "ماذ ماذؐ"، "طاب طابؐ" اور "عبدہٗ" شامل ہیں۔ ان کی اردو شاعری میں فارسی اور عربی زبانوں کے حسین امتزاج نے جس منفرد انداز کو جنم دیا ہے، وہ ان کی نعت میں بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ ان کا انداز بلاشبہ متاثر کن ہے "ماذ ماذ"،

میں شامل ایک آزاد نعتیہ نظم میں آسمانی صحیفوں میں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ کرنے ، عظمتِ رسولؐ اور توقیرِ دربارِ نبویؐ کو بیان کرنے ، حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اور آج کے بے بس انسان کی حیثیت کا موازنہ کرنے کے بعد وہ نبیٔ محترمؐ کا مقام بیان کرتے ہیں اور اپنے عجزِ بیان کا اظہار کرتے ہوئے حضورِ پاکؐ سے اپنی والہانہ الفت و محبت کا ذکر یوں کرتے ہیں : ـ

تیری مداحی کا دم بھرتا ہے خالق تیرا
وہ ترا ناعت و مداح وہ حامد تیرا
اس کے بس میں ہے فقط تجھ سے محبت کرنا
اس محبت کے ہیں احوال و مظاہر کتنے
ضو فشاں چرخِ بریں پر ہیں ستارے جتنے
دامنِ شام و سحر میں ہیں نظارے جتنے
..... وسعتِ عالمِ امکاں میں ہیں جلوے جتنے
اور پیشانیٔ انساں میں ہیں سجدے جتنے
اب بتائے گی تجھے صبحِ ابد ہی تنہا
اے حبیبِ دلجو !
کتنا محبوب ہے تو
کی گئی تیری ستائش کتنی . تری مدحت کتنی
آیتِ گلبدنی
اے رسولِ مدنی !

مدیرِ سیارہ ، نعیم صدیقی ایک قد آور ادبی شخصیت ہیں۔ انہوں نے بھی آزاد نعتیں کہی ہیں۔ مگر اس وقت میرے سامنے

ان کی کوئی آزاد نعت نہیں۔ بہرحال سعید اکرم اپنے مضمون "قیامِ پاکستان کے بعد نعت کا ارتقاء" میں نعیمؔ صاحب کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں : ـ

"نعیم صدیقی نے جدید نعت گوئی میں آزاد نعت کے خوبصورت تجربے کئے ہیں۔ انہوں نے نعت کے حوالے سے موجودہ دور کی پریشانیوں کا علاج صرف سیرتِ سردارِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر عمل قرار دیا ہے۔ ان کی مشہور آزاد نعتیہ نظم "تھام لیجیے حضورؐ" وہ ادبی شاہکار ہے، جس کی مثال اردو شاعری میں کم ہی ملتی ہے"۔

ظہور نظر کی آزاد نعتیہ نظم میں مولانا حالی کی شہرہ آفاق مناجات : ؎

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقتِ دعا ہے

کا جدید عصری انداز و آہنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ ہادیٔ برحق، شافعِ روزِ جزا کے حضورؐ ان کی التجا و درخواست کا لب و لہجہ اور انداز دل چھو لینے اور فکرِ انسانی کو مہمیز لگانے والا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے ان کی نعتیہ نظم کے دو بند : ـ

رسولِ اکرمؐ !
حضورِ صلعم !
خدا سے کہیے !
بزرگ و برتر خدا سے کہیے !
کہ ہم جو اس کی فضیلتوں کو ، بشارتوں کو بھلا چکے ہیں
محبتوں کو ، عنایتوں کو ، نوازشوں کو لٹا چکے ہیں

ہمیں پھر اپنی فضیلتیں دے، بشارتیں دے
محبتیں دے، عنایتیں دے، نوازشیں دے
نہیں تو ہم غفلتوں کے جس تیرہ غار میں محوِ خواب ہیں
بے ضمیری و بے حسی کی جس بے پناہ گہرائی میں پڑے ہیں
ابد کے دن بھی وہیں سے ہم کو اُٹھائے گا وہ !!
رسولِ اکرمؐ !
حضورِ صلعم !
ہمیں یقیں ہے
ہمارا ایمان ہے کہ اللہ آپؐ کی بات مانتا ہے
تمام دنیاؤں، سب جہانوں میں آپؐ سے بڑھ کے
کوئی پیارا نہیں، خدا کا
کوئی دُلارا نہیں خدا کا
خدا سے کہیئے !
خدارا اپنے بزرگ و برتر خدا سے کہیئے !!
کہ ہم کو اپنی عنایتِ خاص سے نوازے
کرم کرے ہم پہ
اور ہمیں پھر سے آپؐ کے دین پہ
آپؐ کے نقشِ پا پہ چلنے کی استطاعت دے،
استقامت دے
ـــــــــ حوصلہ دے !!

رشید قیصرانی کے ہاں بھی آزاد نعتیہ نظم میں علامتی رنگ کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کی نظم میں استعمال ہونے والا ہندی ڈکشن، نظم میں ایک خاص تاثر پیدا کردیتا ہے۔

وہ بڑے خوبصورت انداز میں نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دیپ اور کفر و شرک کو اندھیارے سے تشبیہ دے کر ہمارے سامنے حقیقت کو روشن کر دیتے ہیں۔ ان کی نعتیہ نظم سے اقتباسات پڑھیئے:

اک دیپ جلا اندھیاروں میں
ظلمت کے بپھرے سینے سے
اِک چیخ اُٹھی
اک شور مچا
یہ روپ سروپ اندھیاروں کا
برسوں سے قائم دائم ہے۔
یہ کس کی جرأت ؟
کس کا دم ؟
یہ کون ہماری نگری میں
ظلمات کا دم یوں نوچتا ہے ؟
صدیوں کی سوئی دھرتی پر
یہ کون اُجالے پھینکتا ہے ؟
بے خوف و خطر
چُپکے چُپکے
وہ دیپ مگر جلتا ہی رہا
..... وہ دیپ جو تنہا جلتا تھا
اُس دیپ سے لاکھوں دیپ جلے
طوفان کا سینہ چاک ہُوا
دم ٹوٹ گیا اندھیاروں کا !

پروفیسر عارف عبدالمتین کا شمار عہدِ حاضر کے اہم ناقدین
اور شعراء میں ہوتا ہے۔ ان کے تخلیقی افق پر جدّتِ فکر و فن اور
اندازِ اظہار و بیان کی جو دھنک نمایاں ہے۔ وہ ان کی آزاد نعتیہ
شاعری میں بھی روشن ہے۔ "ہم، صحرا اور بادل" ان کی ایک
نعتیہ نظم ہے۔ جس میں زمانے کے صحرا میں بھٹکتے انسان کے
لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی کو ایک مہربان
سحاب کی صورت میں پیش کیا گیا ہے، جس نے صحرائے جہاں
کو چمن زار بنا دیا۔ نظم کا اختتام اس طرح ہوتا ہے:

زمانے کے صحرا پہ تو آج بھی
خنکیوں کی پھواریں گراتا کھڑا ہے
زمانے کا صحرا ترے فیض سے اک چمن بن چکا ہے
چمن — جس کی سرحد ازل سے ابد تک ہے پھیلی ہوئی
چمن — جس میں لمحوں کی بادِ صبا، کیف و کم کے حسیں
گل کھلانے میں مصروف ہے
چمن — جس میں ہم ہر گھڑی رنگ و بو کے طلسمات
میں ڈھل رہے ہیں!
کسی منزلِ لامکاں کی طرف چل رہے ہیں۔

حفیظ تائب نے اردو نعت نگاری میں جو مقام حاصل
کیا ہے، وہ بلاشبہ ہر کسی کو عطا نہیں ہوتا۔ ان کا مجموعۂ کلام
"صلّو علیہ و آلہ" شائع ہو کر داد و تحسین حاصل کر چکا
ہے۔ ان کے ذکر کے بغیر آج کی نعت کا کوئی تذکرہ بھی
مکمل تصوّر نہیں کیا جاتا۔ ان کی آزاد نعتیہ نظم "نور و ظہور"

چھ حصّوں پر مشتمل ہے۔ اس کا ابتدائیہ "دیباچۂ امکاں"
یوں ہے:

رسولِ اکرمؐ کا اسمِ نامی
وہ کِلکِ فطرت کا حرفِ اوّل
بنا جو عنواں کتابِ کُن کا
حضورؐ کی ہستیٔ گرامی
ہے ممکناتِ جہاں کا جوہر
جوازِ لوح و قلم انہی سے
وجود انہی سے
عدم انہی سے
اگر نہ ہوتے مرے پیمبرؐ
تو نقشِ امکاں ابھر نہ سکتا
نہ یہ عناصر کا میل ہوتا
نہ تعیّن ہوتا یہ روز و شب کا
سلام اس آیۂ مبیں پر۔

کامل القادری پاکستانی ادب کا جانا پہچانا نام ہے۔
بلوچی ادب کے بارے میں خصوصاً ان کی خدمات قابلِ قدر
ہیں۔ تنقید و تحقیق میں نمایاں مقام رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ قبل
کراچی میں ان کا انتقال ہوا ہے۔ ان کی نعتیہ نظم "محبت میں
بھی کرتا ہوں" کا ایک بند ملاحظہ کیجیے۔ جس میں انہوں نے
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ بابرکات کو
وحشتِ امکاں میں اجالا کر دینے والا سورج قرار دیا ہے:

محبت میں بھی کرتا ہوں۔

مرا ذوقِ نظر دیکھو

وہ سورج ہے

کمالِ نوعِ انساں ہے

مزکّی ہے

اُسی سے دشتِ امکاں میں اُجالا ہے

قد و قامت کے بارے میں کہوں اپنی زباں سے کیا

کہاں تابِ نظارہ ہے

روایت اُمِّ معبد نے کیا اس کا سراپا ہے۔

اُمِّ معبد کا تذکرہ ہوا ہے تو الطاف قریشی کی نظم "وہ شخص آج اِدھر سے جو ہو کے گزرا ہے" کا ذکر بھی ضروری ہے۔ جس میں اُمِّ معبد کے حوالے سے حضورؐ کے حُلیہ مبارک کو منظوم کیا گیا ہے۔ حضور سرورِ کائنات صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے جسمِ اطہر کے مختلف حصّوں اور خدوخال کو اجاگر کیا گیا ہے۔ درج ذیل مصرعوں میں نبی اکرمؐ کے چہرۂ انور، چال ڈھال، حُسن اور اخلاق کے روشن پہلوؤں کا بیان موجود ہے:۔

وفورِ نور سے معمور چہرۂ انور

کھلا کھلا سا

درخشندہ تر

بہت روشن

بڑے بلند

نہایت ہی پاک تھے اخلاق

وہ خوبرو تھا

خوش اقدام تھا جبیں تھا وہ

خدا گواہ بڑی برکتوں کا حامل تھا

وہ شخص آج اِدھر سے جو ہو کے گزرا ہے۔

اطہر نفیس نے رہنمائے کاملؐ کو بڑے نفیس انداز میں حق نما قرار دے کر اور آپؐ کو خدا اور انسان کے درمیان ایک بے مثال واسطہ ثابت کر کے آپؐ پر اس طرح سلام بھیجا ہے:۔

سلام اُس پر —— جو حرفِ حق ہے

وہ حرفِ حق جو سماعتوں اور خدائے برتر کے

درمیاں ایک واسطہ ہے

جو خاکِ مُردہ میں جان ڈالے، وہ کیمیا ہے۔

سلام اُس پر

سلام اُس پر —— جو بے نواؤں کا آسرا ہے

جو سارے عالم کی ابتدا ہے

جو سب زمانوں کی انتہا ہے

سلام اُس پر —— جو راہِ حق پر بلا رہا ہے کہ رہنما ہے

جو سب کو حق سے ملا رہا ہے کہ حق نما ہے

اعجاز فاروقی اپنی نظم "محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم" میں تمہیداً قبل از ظہورِ حضورؐ کے حالات بیان کرنے کے بعد سرورِ کائنات کی آمد کا تذکرہ جس مؤثر انداز میں کرتے ہیں،

اور وہ آیا   وہ اک نور کی کملی اوڑھے

ریت کی دھند چھٹی

اس کے ہونٹوں سے ترنّم کی وہ لہریں پھوٹیں

لفظ پھر زندہ ہوئے

لفظ — جن میں ہے خدا کا سایہ

لفظ — جن میں تیری میری تصویر

پروفیسر حفیظ صدیقی اَدب میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔ ”تحریریں“ کے مدیر ہیں۔ ان کی دیگر شاعری کی طرح ان کی نعتیہ نظم بھی اپنے دامن میں اثر پذیری کی دولت سمیٹے ہوئے ہے۔ ان کی نظم ”مگر نہ تھا یہ نصیب میرا“ میں جو حسرت و یاس کا تاثر ملتا ہے، وہ بے اماں عصرِ حاضر کے مجبور فرد کی طرف سے عہدِ نبویؐ کا زرّیں زمانہ دیکھنے کی خواہش کا بھرپور اظہار ہے:

میں اس حقیقت سے آشنا ہوں

کہ اپنا ہونا ہے اپنے بس میں

نہ اپنا مرنا ہے اپنے بس میں

مگر میں اکثر یہ سوچتا ہوں

کہ کاش میں بھی

اُسی زمانے میں اور اُسی سرزمین پہ ہوتا

جہاں سراپائے نور بن کر

زمانے بھر کے لئے پیامِ حیات لے کر

تُو جگمگایا!

جہاں تُو جاتا

میں تیرے پیچھے ترا فقیرِ حقیر بن کر

سفر میں رہتا۔

اور اپنی آنکھوں میں

تیرے قدموں کی دھول سُرمہ بنا کے بھرتا —

میں دن کو تیرے جلو میں رہتا، تو رات کو تیرے

خواب بُنتا

مگر نہ تھا یہ نصیب میرا!

مگر نہ تھا یہ نصیب میرا!!

یزدانی جالندھری نے اپنی نظم ”ایک نسبت“ میں رسُولِ مقبول صلّی اللہ علیہٖ وآلہٖ وسلّم سے نسبت کو باعثِ رحمت اور اساسِ ایمان قرار دیا ہے۔ بلاشبہ انسان کا مقدّر آپؐ کی محبّت و الفت سے ہی چمک سکتا ہے۔ یزدانی صاحب کہتے ہیں:۔

اے ماہِ عرب، اے مہرِ عجم

ہے تجھ سے مری پہچان

تو میرا ایمان

باعثِ رحمت تجھ سے نسبت

باعثِ راحت تیرا نام

تیری نسبت ہی سے ہوں میں جو کچھ بھی ہوں

تجھ سے نسبت میرا بھرم ہے

اس نسبت سے رخشاں رخشاں

میرے مقدر کا ہر گوشہ

اس نسبت سے یزدانی ہے

تیرے گوشۂ دامانِ رحمت کا ایک گدا۔

آزاد نعتیہ نظم کے ضمن میں ریاض حسین چودھری کا حوالہ بے حد ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ آزاد نعتیہ نظم کی ترویج و استحکام میں ان کی خدمات خاصی اہم ہیں۔ وہ ایک مدت سے اس

صنفِ سخن میں طبع آزمائی کر رہے ہیں۔ جذبہ، احساس، فن اور معیار کے لحاظ سے ان کی نظمیں بے مثال ہیں۔ ان کی ایک خوبصورت نظم "آنے والے لمحوں کی خوشبو" ملاحظہ ہو:۔

صبا اپنے آنچل میں اس دور کی مٹی کا غازہ چھپاتی رہے گی
شفق اپنے چہرے پہ سُرخی حیا کی سجاتی رہے گی۔
گھٹا اپنے کندھوں پہ دوشالہ اوڑھے
محبت کے گہرے سمندر سے پانی کی بوندوں کی خیرات
لیتی رہے گی
قلم میرا مدحت کے پھولوں کے گجرے بناتا رہے گا
مری چشمِ تر اپنی ویران راتوں کے آنگن میں خود ناچ
اُٹھا کرے گی
مری چشمِ غم مسکرایا کرے گی
مرے روز و شب گنگنایا کریں گے
مرے سر پہ رحمت کی چادر کا سایہ رہے گا
اسی اسمِ تازہ کی خوشبو سے اوراقِ ہستی مہکتے رہیں گے
مہکتے رہیں گے۔

پروفیسر تحسین فراقی ہمارے اَدب کے بہت اہم نقاد اور شاعر ہیں۔ ان کی شاعری کو جدت اور روایت کا حسین امتزاج کہا جا سکتا ہے۔ ان کی طویل نعتیہ نظم "میلادِ حضورؐ" سے ایک اقتباس پڑھیئے:۔

طلوعِ مہرِ منیر و انوار کے ساتھ ہی تاشیوں کے سیل
ہزار پہلو نکل کے لپکے
تو یک بیک

تیرہ و تار نفرتوں کے
ضلالتوں کے، شقاوتوں کے
عداوتوں کے، قساوتوں کے
بہیمیت کے، نراجیت کے
مہیب، تاریک، آبنوسی، سیاہ عفریت
ایک پَل میں
مثالِ برقِ سکوں ندیدہ
بسانِ برقِ زمیں رسیدہ
عدم کے پاتال میں اتر کر
گزر گئے روشنی سے ڈر کر
سمٹ گئے اپنی موت مر کر

اقبال صلاح الدین اَدب کا ایک معتبر نام ہے۔ کئی تحقیقی، علمی اور اَدبی کتب کے مصنف ہیں۔ "خسروؔ" ان کا پسندیدہ موضوع ہے۔ اپنی ایک نعت میں انہوں نے نبیٔ آخرالزماں صلّی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم پر کس انداز میں دُرود و سلام بھیجا ہے، ملاحظہ کیجیئے:۔

اُسی —— ہاں اُسی خالقِ دو جہاں کی ——
اُسی حُسنِ احسن کی ——
لاریب —— ساری اداؤں سے افضل ادا
اُس کی دلکش اداؤں کی سرتاج و سرور ادا
اپنی ساری وجاہت، لطافت لئے
ہے "محمدؐ" کی صورت میں جلوہ نما

اُس پہ لاکھوں دُرود
اُس پہ لاکھوں سلام !

ذوالفقار احمد تابشؔ بھی اہم ادیبوں کی صف میں شامل ہیں۔ "آؤ اُس کے حدی خواں بنیں" ان کی بڑی ایمان افروز اور دل پذیر نظم ہے، جس کا اختتام ان مصرعوں پر ہوتا ہے :۔

آؤ اُس کے حدی خواں بنیں
جس کی ناقہ ہمارے لئے قریۂ قہر سے
روشنی کی خبر لا رہی ہے
اُجالوں کا مالک
سبھی عالموں کے لئے سبز کرنوں کی خوشبو لئے آرہا ہے
چلو اہلِ نجار کی بیٹیو! دَف بجاؤ
پرندے طلوعِ سحر کی خبر دے رہے ہیں +

آثم میرزا، مقبول افسانہ نگار اور شاعر ہیں۔ آزاد نعتیہ نظموں میں اُن کا انداز اور اسلوب قابلِ توجہ ہے۔ جہاں وہ ان نظموں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مثالی سیرت و کردار کی عظمت بیان کرتے ہیں، وہاں آج کی مظلوم اور ستم رسیدہ مسلمان قوم کی حالتِ زار کا تذکرہ بھی بڑے دردمندانہ لہجے میں کرتے ہیں۔ ان کے کلام کی سلاست اور روانی ان کی نظموں کا طرۂ امتیاز ہے۔ ان کی ایک نعت کے کچھ حصے ملاحظہ ہوں :۔

وہ سردارِ کونین، خیرالبشرؐ ہیں
ازل جن کی تابع، ابد جن کا خادم
طلوعِ سحر کی جبیں پر درخشاں ہُوا ان کا نام
شفق ان کے چہرے کا پرتو
دھنک کے ہر اک رنگ میں ہے اُنہی کا تبسم۔

..... وہ کشمیر ہو یا کہ بیت المقدس
ہو قبرص کہ افغان یا ایتھوپیا ہو
انہی کی جلائی ہوئی مشعلوں کی ضیا پاشیوں سے
ہے مظلوم چہروں پہ عزم و صداقت کی سُرخی

...... ہر اک دَور میں اُن کی عظمت نمایاں
ہر اک دَور کے پاسباں بھی وہی ہیں
ہر اک دَور کے دَرد کے ہیں وہ درماں
کرم کی نظر میرے آقاؐ!
کہ پھر آج ناؤ ہماری
بھنور میں گھری ہے +

گفتار خیالی ایک کہنہ مشق شاعر ہیں۔ انہوں نے اپنی نظم "بحضورِ ختم المرسلینؐ" میں کائنات کی ہر شے کو رسولِؐ اوّل و آخر سے منسوب کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دم سے کائنات میں روشنی ہے، زندگی ہے۔ ان کی نظم کا یہ حصّہ پڑھیئے :۔

میرے پیمبرؐ !
حقیقتوں کے افق پہ زندہ ہے نام تیرا
ستارے تیرے، قمر بھی تیرا، نظامِ شمسی تمام تیرا

زمیں کا سارا نظام تیرا
حریمِ سدرہ مقام تیرا
تُو روشنی ہے، تُو زندگی ہے، تُو آگہی ہے
شعورِ انسانیت میں تری ہدایتوں سے ہی روشنی ہے
ہے چار سُو فیضِ عام تیرا
نگاہ و دل میں مقام تیرا

پروفیسر جعفر بلوچ نے "ندائے صفا" کے عنوان سے حضورؐ کی زندگی کا وہ اہم واقعہ منظوم کیا ہے، جس میں آپؐ نے کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر مشرکینِ مکّہ سے خطاب کیا تھا اور اللہ کی معبودیّت اختیار کرنے کی دعوت دی تھی۔ اِس منظوم واقعۂ سیرت کا ابتدائی اور آخری حصّہ پیشِ خدمت ہے۔ جعفر بلوچ کی سادہ بیانی میں جو سلاست اور تاثیر موجود ہے، اس کا اندازہ یہ نظم پڑھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے:۔

صفا کی روشن بلندیوں سے
مرے نبیؐ کی ندائے باطل گداز اُبھری
قریش کو آپؐ نے پکارا
وہ آ گئے تو ہوا یہ ارشاد
اگر میں کہہ دوں
کہ ایک لشکر پہاڑ کے اس طرف کھڑا ہے
تو کیا مری بات مان لو گے ؟

..... بیک زباں لوگ بول اُٹھے
نہیں یہ ممکن کہ آپ کی بات ہم نہ مانیں
کہ ہم نے سچ کے سوا کبھی کچھ
سُنا نہیں آپؐ کی زباں سے
پھر آپؐ بولے اگر یونہی ہے
تو مطّلب اور تیم و زہرہ
بنی اسد اور مناف و مخزوم کے قبیلو
بغور سُن لو
میں کہہ رہا ہوں
سوائے اللہ کے نہیں ہے اِلٰہ کوئی !

"کربِ زار" کے خالق اور "مشعلیں" کے مرتب ڈاکٹر تبسم رضوانی کا شمار سینئر شعراء میں ہوتا ہے۔ حبِ رسولؐ کے سلسلے میں ان کا معیار وہی ہے۔ جو ایک سچے اور پکے مسلمان کا ہو سکتا ہے۔ جدّت طرازی ان کی شاعری کا خاصہ ہے۔ ان کی آزاد نظم "سویرا" میں حضرت محمدؐ کی ذاتِ بابرکات کو نہ صرف تاریخی تناظر میں پیش کیا گیا ہے، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد سے برپا ہونے والے عظیم انقلاب کی عکاسی بھی کی گئی ہے اور اس انقلابِ عظیم کے مضمرات اور اثرات کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ چنانچہ جہاں یہ نظم اسلامی انقلاب کے تاریخی پس منظر کی تصویر کشی کرتی ہے، وہاں اس کا عصری آہنگ، شاعر کی جدّتِ فکر اور پختگیِ فن کا آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ فرمائیے "سویرا" کا وہ حصّہ، جس میں پیغمبرِ اسلام کی تشریف آوری کا تذکرہ

ہے :-

خدا کی رحمت نے جوش مارا
تو ظلمتوں کی فصیلیں کمزور پڑ گئی تھیں
تمام کیلیں اُکھڑ گئی تھیں
مبارکی کی صدائیں گونجیں
کہ وہ افق سے،
طلوعِ خورشید ہو رہا ہے
برائے توحید ہو رہا ہے
فضا میں صلِّ علیٰ کے نغمے بکھر گئے تھے
سماعتوں میں مٹھاس بن کر اُتر گئے تھے
تجلیوں کے تمام ذرّے بکھر گئے تھے
اندھیرے ٹکڑوں میں بٹ کے بے نام ہو گئے تھے
کہ لرزاں لرزاں تمام اصنام ہو گئے تھے

پروفیسر مسعود ہاشمی نے :

"افق سے جب آفتاب اُبھرا"

کے عنوان سے خوبصورت نعتیہ نظم لکھ کر نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی محبت وعقیدت کا بھرپور اظہار کیا ہے۔ نظم کا ایک حصہ ملاحظہ کیجیے :-

اُفق سے جب آفتاب اُبھرا
زمیں کی ساری اداسیوں پر
جوان کرنوں کے رنگ برسے
وہ ظلمتیں جو زمیں کے مرکز پہ خیمہ زن تھیں

وہ بربریت، جو وحشیوں کے سیاہ چہرے
سے رونما تھی
وہ دل فگاری جو زندگی کا کمالِ فن تھی
طلوعِ نورِ حیات کی اوّلیں کرن سے
زمیں کا پاتال بن گئی تھی

امجد اسلام امجد کا نبیؐ ختمی مرتبت، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنے کا انداز خوبصورت، مؤثر اور یگانہ ہے۔ وہ کہتے ہیں :-

ابر، خورشید، ہوا
روشنی، پھول، صدا
سب تھے موجود مگر
ان کا مفہوم نہ تھا
آپؐ نے صلّے علےٰ
ابر، خورشید، قمر
روشنی، پھول، صدا
سب کو مفہوم دیا
حاجتِ کون ومکاں، مقصدِ نوعِ بشر!
مجھ پہ بھی ایک نظر
مجھ کو بھی دیجیے کبھی
میرے ہونے کا پتا
یانبی صلّے علیٰ، یانبی صلّے علیٰ۔

"برآبِ نیل" کے شاعر علی اکبر عباس آج کل اقبال اکیڈمی سے منسلک ہیں۔ ان کا شمار نوجوان شعراء کی اس

کھیپ میں ہوتا ہے، جو جہانِ ادب میں بہر طور اپنا مقام بنا چکے ہیں۔ اپنے جداگانہ انداز کے سبب ان کی آواز یقیناً انفرادیت کی حامل قرار دی جا سکتی ہے۔ ان کی نعت نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے ان کے قلبی اور روحانی لگاؤ کی آئینہ دار ہے۔ ملاحظہ کیجیے ان کی ایک نعتیہ نظم کے کچھ بند:۔

میں دشتِ طلب
تو شمسِ ضحیٰ

تیری ایک کرن کے لمس میں گم
میرا ہشت زباں ذرّہ ذرّہ

کیا میرا نسب
اے نورِ خدا
تیری نسبت سے پُر نور ہوا
میری قسمت کا گوشہ گوشہ

سب تیرے سبب
سب کچھ تیرا

تجھ پر ہی درود، سلام پڑھیں
سب خلق، ملائک اور خدا

رفیع الدین ذکی قریشی کا اوّلین نعتیہ مجموعہ "خورشیدِ حرا"، حال ہی میں منظرِ عام پر آیا ہے۔ ان کی نظم "داعیٔ امن و اماں" اس ازلی اور ابدی فکر کی غماز ہے کہ سیرتِ رسولؐ اور نظامِ مصطفےٰؐ ہی ہر دور اور ہر زمانے میں روا ظلم و ستم، بے چینی، جنگ و جدل اور فساد کا واحد حل ہے۔ ان کی نظم ہے:۔

یا شہِ کون و مکاں!

اس طرف بھی اک نگاہِ لطف و الطاف و کرم
امن کے داعیؐ!
زمانے میں بپا ہے پھر سے ہر جانب فساد
پھر زمانے کو ضرورت ہے پیامِ امن کی
آج سے چودہ صدی پہلے جو ابھری تھی
سرِ غاراں صدا
چودہ صدیاں بعد
دنیا کو وہی درکار ہے۔
وہ صدائے امن
جو انسانیت کی روح ہے۔

زبیر کنجاہی جواں فکر شاعر ہیں۔ ان کا شگفتہ و تر و تازہ لہجہ اور جدتِ طبع ان کے کلام کی اہم خوبیاں ہیں۔ انہیں فکرِ تازہ کا ترجمان اور نمائندہ شاعر کہا جا سکتا ہے۔ ان کی نظم "محمد صلِ علیٰ"، ایک موثر نظم ہے۔ جس میں حضور پُر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو وجہِ تخلیقِ کائنات، مولائے کل اور مالکِ کائنات قرار دے کر آپؐ کی عظمت و رفعت پر سلام بھیجا گیا ہے:۔

آپؐ کی ذات مولائے کل یا نبیؐ
آپؐ کی خاکِ پا رحمتوں، برکتوں کا ہے پل یا نبیؐ
محفلِ کُن فکاں آپؐ کے اک اشارے کی محتاج ہے
فرش سے تا بہ عرشِ علا ہر جگہ
آپؐ کی سلطنت، آپؐ کا راج ہے
بزمِ ارض و سما، بحر و بر، خشک و تر، دشت و
کوہ و جبل

آپؐ کی وسعتوں کے امیں سب کے سب
عظمتوں کے نشانِ مبیں سب کے سب
یا حبیبِؐ خدا، رحمتِ کبریا
آپؐ کی رفعتوں، عظمتوں کو سلام

سیف اللہ خالدؔ کی "نعت شریف" بھی جدید لب و لہجہ کی حامل ہے۔ رواں دواں بحر میں پُر تاثر مصرعے گویا دل میں اُترتے چلے جاتے ہیں۔ وہ اپنی آزاد نعت میں نبیؐ کریم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو ایک عظیم سورج سے تشبیہہ دے کر کہتے ہیں:

افق افق پر جو روشنی ہے
جہت جہت رنگ و بُو کی جو ساحری ہے
بہ قریہ و دشت، کوہ و گلشن میں
ساحلوں پہ۔ سمندروں میں
جو زندگی ہے
جو بانکپن ہے
جو تازگی ہے
نظر کو اشیاء کی آگہی ہے
اس ایک سُورج کا معجزہ ہے!

انور جاوید شستہ گو اور خوبصورت شاعر ہیں۔ آجکل اُردو ڈائجسٹ سے وابستہ ہیں۔ ان کی نعتیہ نظم "نقشِ بے مثال" میں نبیؐ اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے لائے ہوئے اس عظیم انقلاب کا تذکرہ کیا گیا ہے، جس نے غلاموں کو شہنشاہانِ زمانہ کے برابر بلکہ ان سے بھی افضل و برتر

بنا دیا۔ آپؐ کا درسِ مساوات و اخوّت بنی نوعِ انسان پر ایسا احسانِ عظیم ہے کہ جس کی مثال تاریخِ عالم میں تلاش کرنا ناممکن ہے۔ آئیے "نقشِ بے مثال" پڑھیں:-

تیری ہستی ماورائے فہمِ انساں
تُو خدائے لم یزل کا ایک نقشِ بے مثال
صنعتِ ربِّ دو عالم کا نمایاں شاہکار
دے کے پیغامِ مساوات و اُخوّت
دہر میں انسانیت کا بول بالا کر دیا
اَدنیٰ کو اعلیٰ کر دیا
زیدؓ و سلمانؓ و بلالؓ ایسے غلاموں، بے نواؤں
کو شہنشاہوں کا ہمسر کر دیا
اس طرح انسانیت کو کر دیا عالی وقار
اس کو بخشا ایک حُسنِ اعتبار
ابنِ آدمؑ پر ہے یہ احساں
اک احسانِ عظیم!

محمدؐ نواز کی "نعت" کا وہ حصہ بہت اثر انگیز اور جامع ہے اور سلاست و برجستگی سے بھرپور ہے جس میں انہوں نے حضورؐ پاک صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی چشمِ کرم کو دنیا کی ہر ہمدردی اور مدد پر ترجیح دی ہے:-

مگر آسمان و زمیں کے خمیرو
زمانے کی سچّی عدالت کے سچّے وکیلو
رُکو! میں تمہاری کسی بھی اعانت کا طالب نہیں ہوں
مرے درد و غم کی، مری ٹھوکروں کی، مری بے بسی کی

شہِؐ دو جہاں کو خبر ہو گئی ہے
کہ میرے نبیؐ کی مقدس نظر میں
عقیدت کے معصوم آنسو بڑی بے بہا چیز ہیں۔

خالد علیم ایک پختہ گو نوجوان شاعر ہیں۔ غزل، نظم اور نعت تینوں اصنافِ سخن میں قلم آرائی کرتے رہے ہیں۔ ان کا مجموعۂ کلام "فغانِ دل" کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔۔۔۔ خالد نے کچھ عرصہ سے اپنے فکر و فن اور طبعِ سلیم کو صرف اور صرف توصیفِ نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہی کی سعادت حاصل کرنے کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان کی نعتیہ رباعیات کو بھی اہلِ علم و ادب بہت سراہتے ہیں۔ انہوں نے "سورۂ والضحیٰ کی شانِ نزول" کے عنوان سے ایک پُر تاثیر اور جامع نظم لکھی ہے، جس میں مشرک سردارانِ قریش کی مخالفتِ رسولؐ، بہت دنوں تک وحیٔ خدا نازل نہ ہونے پر، حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ملال اور سورۂ والضحیٰ کے نزول کی اثر انگیز صورتِ حال پیش کرنے کے بعد انہوں نے امام الانبیاءؑ حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی توصیف اور قدر و منزلت یوں بیان کی ہے:۔

رسولؐ رحمت
نبیؐ اُمی
جو خارزارِ حیات میں پیار کے مہکتے گلاب لایا
جو زندگی کے جُھلستے صحرا میں رحمتوں کے سحاب لایا
حرا سے اُترا تو درسِ اِقرا کا باب لایا
جو سورۂ والضحیٰ کی روشن دلیل لایا

نویدِ ربِ جلیل لایا
خدائے قدوس نے عطا کر کے جس کو کوثر
بنا دیا ابنِ وائل اور بولہب کو ابتر
وہ سیدِؐ کاروانِ بطحا
وہ زینتِ سرزمینِ طیبہ
وہ عظمتِ آسمانِ بطحا
خدا کا پیغام لے کے صحنِ حرم میں آیا

رعنا نا ہید رعنا "نعت" کے لکھنے کی تمنا میں رقم طراز ہیں:۔

نعت لکھنے کا ارادہ ہے
مگر کیا لکھوں
تنگ دامانیٔ معنیٰ کا ہے الفاظ پہ داغ
فکر محدود ہے
اوصافِ محمدؐ کی کوئی حد ہی نہیں
۔۔۔۔ نعت کے واسطے
بس نطقِ خدا ہے درکار
اے خدا! ذہن عطا کر مجھ کو
اور توفیق۔ کہ جس سے مجھ کو
نعت لکھنے کا سلیقہ آ جائے
میری بخشش کا ذریعہ بن جائے +

طارق کامران صحافت کے پیشے سے منسلک ہیں۔ ادبی اور نیم سیاسی کالم خوب لکھتے ہیں۔ چھوٹی بحر میں مختصر مختصر نظمیں، غزلیں کہنے میں مہارت رکھتے ہیں۔ ان کی نعتیہ

نظم "روشن چراغ"، مختصر مگر جامع ہے، ملاحظہ ہو:-

آپؐ کا منشور
انساں کے لئے زندہ مثال
آپؐ کی ہستی
فلاح و فوز کے رستے پہ روشن اک چراغ
آپؐ ہیں میرے نبیؐ
سب کے نبیؐ
صلّے علیٰ، صلّے علیٰ!

اپنی ایک نعتیہ نظم:

تو کہ ہے بعد از خدا
سب سے بلند و افضل و برتر
عظیم و بے مثال
تیری عظمت، تیری رفعت
ماورائے فہم و ادراکِ بشر
قیصر و فغفور و کسریٰ
یعنی جملہ تاجدارانِ جہاں
تیرے کوچے کے گدائے بے نوا
میں بھی ہوں آقا ترے ہی عتبۂ ذی مرتبت کا
اک گدائے بے نوا
تیرا مدحت گر، ثنا گو
پیروِ حسانؓ و کعبؓ ابنِ زہیر
لے کے آیا ہوں ترے دربار میں گلدستۂ مدح و ثنا
گر قبول افتد زہے عزّ و شرف

ثنائے خواجہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ثنائے خواجہ دوراں
کروں کیسے
میں اس ہستی کی مدحت گستری کا دم بھروں کیسے
کہ میں بے مایہ و ناچیز و احقر ہوں
مگر وہ ذاتِ پاکیزہ
کہ جس کے واسطے اللہ نے ہر چیز کو تخلیق فرمایا
وہ محبوبِ دو عالم
کہ جس کی جان کی قسمیں خدا نے آپ کھائی ہیں
میں اس کی نعت کیا لکھوں
کہ جس کے ذکر سے معمور ہے قرآن کا دفتر
کہوں کیا بابِ مدحت میں
کہ نبیوں، مرسلوں، پیغمبروں کے لب پہ مدحت کے ترانے ہیں
مری اوقات ہی کیا ہے
کہ اس سرکار کی توصیف میں اپنی زباں کھولوں
جسے معراج کی شب حق نے اپنے پاس بلوایا
ادائے خاص سے دیدار کروایا
مگر میں سوچتا ہوں پھر بھی مجھ کو نعت لکھنی چاہیے
کہ مجھ ایسا گنہ گار و سیہ کار آدمی

نہیں کوئی بھی نیکی جس کے دامن میں
عجب کیا ہے
جو اس لجپال کی تعریف کے صدقے
عذابِ نار سے محفوظ ہو جائے
تعجب کیا
اگر آقا کی نعتوں کے وسیلے سے
خدائے لم یزل
مجھ ایسے روسیاہ و پر خطا انسان کو
(جسے انسان کہتے بھی ندامت ہونے لگتی ہے)
بچا کر آتشِ دوزخ سے جنت مرحمت کر دے
پر اس سے کوئی مت سمجھے
کہ میں فردوس کے لالچ میں لکھتا ہوں
حقیقت ہی نہ کہہ ڈالوں؟ سنو!
نبی کی نعت انعامِ خدائے پاک ہے
یہی تو میری پیاسی روح کی خوراک ہے
یقین جانو!
اگر میں نعت چھوڑوں تو مرا تن من بکھر جائے
خدا شاہد!
جو میں ترکِ ثنا کر دوں تو میری روح مر جائے
مگر کیا کیجئے اس کو
مجھے شرمندگی ہوتی ہے جب بھی نعت لکھتا ہوں

فیض الرسول فیضان

گُل ہائے مِدحت کے گجرے

صبا اپنے آنچل میں اُس دَور کی مٹی کا غازہ چھپاتی رہے گی
شفق اپنے چہرے پر سرخی حیا کی سجاتی رہے گی
گھٹا اپنے کندھوں پہ دوشالہ اوڑھے محبت کے
گہرے سمندر سے پانی کی بوندوں کی
خیرات لیتی رہے گی
قلم میرا مدحت کے پھولوں کے گجرے بناتا رہے گا
مری چشمِ تر اپنی ویران راتوں کے آنگن میں خود ناچ اُٹھا کرے گی
مری چشمِ تر مسکرایا کرے گی
مرے روز و شب گنگنایا کریں گے
مرے سر پہ رحمت کی چادر کا سایہ رہے گا
اسی اسمِ تازہ کی خوشبو سے اوراقِ ہستی مہکتے رہے ہیں
مہکتے رہیں گے

ریاض حسین چودھری

خواہشِ نعت نگاری

مجھے اک شعر لکھنا ہے
کہ جس میں لفظ جتنے ہوں
کسی پر بھی نہ اُترے ہوں

مجھے اک شعر لکھنا ہے
کہ جس میں بات ایسی ہو
کسی نے بھی نہ سوچی ہو
جسے پڑھ کر فرشتے جھوم اٹھیں
اور حضرت جبریلؑ یہ تصدیق فرما دیں
کہ اب لفظِ محمدؐ اپنی پوری شان سے تعریف میں آیا

مجھے اک شعر لکھنا ہے
یہی خواہش مری شعری وراثت ہے

مجھے اک شعر لکھنا ہے
یہی خواہش مجھے اب آنے والی نسل کو تفویض کرنا ہے
کہ اس خواہش سے بڑھ کر نعت ممکن ہی نہیں لکھنا

اکرم ناصر

معجزہ

اگر وہ سورج نہ مسکراتا
جہانِ امکاں میں تیرگی کو خراج ملتا
خموشیوں کا نصاب ہوتا
ہر ایک نظّارہ، خواب ہوتا
سحر نکھرتی، نہ پھول کھلتے، نہ عندلیبوں کو راگ ملتے
نہ فاختاؤں کا خون پرواز کی اُمنگوں سے جوش کھاتا
جمود ہوتا............
افق افق پر جو روشنی ہے
جہت جہت میں یہ رنگ و بو کی جو ساحری ہے
یہ قریہ و دشت و کوہ و گلشن میں،
ساحل پر، سمندروں میں
جو زندگی ہے، جو بانکپن ہے، جو تازگی ہے، جو سرخوشی ہے
نظر کو اشیاء کی آگہی ہے
اُس ایک سورج کا معجزہ ہے!

سیف اللہ خالد

*

اُمِّ معبدؓ کا بیان کردہ

سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

وفورِ نور سے معمور چہرۂ انور
کھلا کھلا سا
درخشندہ تر
بہت روشن

بڑے بلند
نہایت ہی پاک تھے اخلاق
نہ جسم بھاری تھا اُس کا
نہ تھا بدن کمزور

وہ خُوبرو تھا
خوش اقدام تھا
جمیل تھا وہ

کمال گہری سیاہی تھی اس کی آنکھوں میں
یہ لمبی پلکیں تھیں
اور پُتلیاں سیاہ بے حد

بہت سفید تھے آنکھوں کے خوش نما ڈھیلے

کوئے تھے سُرمئی
دونوں بھنویں جدا نہ جُڑی

بھنووں کے کونے تھے باریک
بال کالے تھے
گھنی گھنی سی تھی ڈاڑھی
دراز گردن تھی
خموشیوں میں بھی اس کی وقار گویائی

جو بولتا
تو صدا اگر دو پیش چھا جاتی

وہ گفتگو تھی کہ موتی تھے جو نکلتے تھے
زباں کے مخزن طاہر سے سلسلہ بن کر
کلام شیریں تھا
واضح تھا
غیر مبہم تھا

نہ کم سخن تھا نہ بسیار بولنے والا
سنو جو دور سے آواز تھی بلند
مگر
حلاوت کی طراوت میں بھیگی بھیگی تھی
قریب سے یہی آواز نرم اور لطیف

میانہ قد کہ نہ اتنا دراز خوش نہ لگے

نہ اتنا چھوٹا کہ اس سے بڑے کو ڈھونڈے آنکھ

وہ اپنے حلقۂ اصحاب میں تھا سب سے حسیں
وہ سب سے قدر میں افضل تھا
منزلت میں بلند

وہ سارے اس کے تھے خادم
وہ سب کا تھا مخدوم
چھلک رہے تھے قلوب اُن کے اس کی اُلفت سے

نہ اس کے چہرے پہ ترشی تھی
نہ درشت تھے لب

خدا گواہ بڑی برکتوں کا حامل تھا
وہ شخص
آج ادھر سے جو ہو کے گزرا ہے

الطاف قریشی
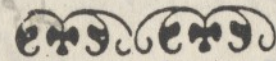
سندِ قبولیتِ عجز

نظر کے سامنے جب روضۂ حضورؐ آیا
تو پھر اُداسیاں میری عروج پر آئیں
نہ کوئی بوسۂ سنگِ درِ حضورؐ لیا
سنہری جالیاں ہاتھوں سے دُور دُور رہیں
نظر نہ گنبدِ خضریٰ سے ہم کنار ہوئی
یہ لب نحس تھے، میرے ہاتھ تھے کثیف بہت
نگاہ اٹھ نہ سکی شرمِ روسیاہی سے
میں ایک سنگ کی صورت
درِ حضورؐ پہ تھا
تھی میری عقل پشیمانیوں کے صحرا میں
مگر جنونِ محبت بہت غرور پہ تھا
صدا یہ آئی کہ
"اب بھی سعید تم ہو اداس!"
"تمہیں پتا ہے کہ تم آئے ہو ہمارے پاس"
ہمارے شہر میں
خوشیوں کا راج ہے پگلے
پریشاں حال و دریدہ قبا پہ چشمِ کرم

ہماری شان ہمارا مزاج ہے پگلے
" تجھ بتا ہے کہ ہم رحمتِ دو عالم ہیں
ہم اپنی امتِ عاصی سے پیار کرتے ہیں "
ہزار ننگِ عمل ہیں ہمارے دیوانے
ہمارے عشق میں سرشار و مست ہیں...... لیکن
ہم ان کے دل کی تپش کا خیال کرتے ہیں
یہی سبب ہے کہ ہم سب کی لاج رکھتے ہیں
ہمارے شہر میں حزن و ملال کیا معنی
سخی کے در پہ بھی
عرضِ سوال کیا معنی
تری یہ چشم گہر ریز اعترافِ گنہ
یہ اعتمادِ محبت یہ شوقِ بے پایاں
پسند آیا ہے ہم کو
یہ تیرا عجز و نیاز
دیا جو واسطہ تو نے ہمارے "وارث" کا
متاعِ کیف و جنوں تیرے نام کرتے ہیں
بلند عشق میں تیرا مقام کرتے ہیں
قبول تیرا درود و سلام کرتے ہیں
فراق و وصل کے جھگڑوں سے دور رہنا سعید
پڑے جو وقت کوئی ہم کو یاد کرنا سعید

سعید وارثی

لمحہ تم خوشبو کا

لوہو کی انجان نگر
کے پرے سمندر خو کا
اُن کی مہک سپیدہ جیسی
طائر اک خوشبو کا

اُن کا بدن شجر کی سیرت
جو خود ہی اُگتا ہو
خود اُگتے اس بن میں بولے
مور میرے لوہو کا

تم سجدہ، تم پیشانی
تم چٹیل میدان کا خم
جس کے پرے اک نرا جنگل
بارش کے قابو کا

بے قابو، ہم میں قابو
کیا اُس حیراں کا لمحہ
جس نے سنا شجر میں جلتے
شعلہ میٹھی خو کا

تم دوہرے تاروں کے باسی
مجھ میں دوہرا دریا
ایک اکہری رنگت لب کی
اور لہجہ آہو کا

کیا مجھ میں اک آئینہ گم
جس کے پرے سمندر
کیا پانی کی شنوائی میں
عکس میرے پہلو کا

کیا تم کو میں ان آنکھوں سے
اس باؤ میں پاؤں
کیا تم خود زینے آؤ
یا میں آئینے جاؤ

تم میری آنکھوں کے بانی
میرے لب کا بچپن
میری راتوں کے طائر میں
لمحہ تم خوشبو کا
لوہو کی انجان نگر
کے پرے سمندر خو کا

صلاح الدین محمود

کون ہے وہ

یہ کائنات
یہ سیارگانِ آدم رس
حیاتِ رفتہ و آئندہ کے حدود میں ہیں
شکستِ شب کو کیا کس نے لرزہ براندام
مہیبِ رات کو کس نے دیا سحر کا جام
علیلِ خلق کو
بیمار گیتیٔ دُوں کو
روایتوں کے زبوں آشکار افسوں کو
خرد شکار ضلالت کو
زعمِ بے جا کو
بتاؤ کون صداقت کی راہ پر لایا
تعصباتِ مکانی، تفاخرِ نسلی
جو زندگی کی حقائق گریز قدریں تھیں
جوان آگ کی صورت میں جب بھڑکتی تھیں
قبیلے قریے انہی کی لپیٹ میں ہوتے
یہ آگ اپنے براہیمؑ کی تلاش میں تھی
اور اس کو ابن ابراہیمؑ مل گیا جس نے
تعصبات کے آتش کدوں کو سرد کیا
اور اس جہنمِ ارضی کو کر دیا گلزار

سید قمر ہاشمی

تُو ہے سائیں مِرا

تیری دہلیز پر
یونہی جھکتا رہے، سر مرا اس قدر
تیری دہلیز پر، تو ہے سائیں مرا
میں بھکاری ترا، بھر دے جھولی مری
اپنے رحم و کرم سے
اے رسولِ خدا
سب کی آساں کر مشکلیں سب کی سب
ہے تیری جستجو
سب بھلائے ہیں غم، ہے ہنسی و خوشی
زندگی، زندگی
جانیں لاکھوں فدا، اے رسولِ خدا
تجھ پہ قربان ہے، میرا تن میرا من
عالمِ دو جہاں کی بھی سنتا ہے تُو
اے رسولِ خدا
تیری دہلیز پر، یونہی جھکتا رہے
مرا سر، اس قدر
تُو ہے سائیں مرا

ظفر احمد پوری

اپنی ساری وجاہت لطافت لیے

ادا...... حُسن ہے
دلکش و دلربا نہر کی لہر ہے
خوبی و خوش نمائی کا اِک شہر ہے

ہاں......!
محبّت کا نورِیں وجود...... اِس سے ہے
اور جبینوں کو شوقِ سجود...... اِس سے ہے
پھول کی زیب و زینت......
کلی کی صباحت
نسیمِ سحر کا خرامِ حیات آفریں...... اِس سے ہے

یہ گُل...... اور بُلبل کا سارا جہاں
گلستاں...... گلستاں
خالقِ دو جہاں کی......
ہزاروں ہزاروں اداؤں کا اظہار ہے
جنتِ اہلِ ابصار ہے

جس سے کیف و نشاط و سرورِ دلاں ہے
(کہ سرمایۂ عارفاں ہے)

اُسی......

ہاں......! اُسی خالقِ دو جہاں کی

اُسی حُسنِ احسن کی...... لاریب

ساری اداؤں میں...... افضل ادا

اُس کی دلکش اداؤں کی سرتاج و سرور ادا

اپنی ساری وجاہت ' لطافت لئے

ہے محمدؐ کی صورت میں جلوہ نما

اُس پہ لاکھوں درود

اُس پہ لاکھوں سلام

اقبالؔ صلاح الدین
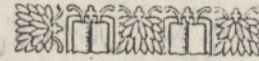
شفقت مآبؐ

شفیق آقاؐ!

سبھی زمانوں پہ تیری رحمت کے ابر پارے

تمام رستوں پہ تیرے لفظوں کے دیپ روشن

ہر ایک لمحے میں تیرے لہجے کا لوچ نکھرے

تجھی سے نسبت بشارتوں کا جواز ٹھہری

تری شبوں کا گداز نور سحر کا ضامن

تری دعائیں

اداس لمحوں میں زرد بچوں کو گود لیتی شفیق مائیں

محمد فیروز شاہ

نبیوں کا سرتاج

اسمِ مبارک جس ہستیؐ کا
سیرت کی لاثانی خوشبو سے لافانی بن کر
ارض و سما میں مہک رہا ہے
جسؐ کی عظمت کا کُندن
سورج چاند ستاروں کے دلکش چہروں میں دمک رہا ہے
جسؐ کے عدل کا تیز اُجالا
اندھی آنکھوں
تیرہ دلوں
سنسان کنوؤں
پاتالوں میں بھی چمک رہا ہے
جسے خدا نے نبیوں کا سرتاج بنایا
عرشِ بریں پر جسے بُلایا
جس محبوب کی خاطر روئے زمیں پر
سو رنگوں، رعنائیوں کے فردوس اُتارے
اُس بے مثل، یگانہ، پاک ترین ہستی کی نعت میں کیسے؟
کس قرطاس پہ؟
کن ہیروں کو جڑ کر لکھوں؟

ضمیر اظہر

مفہومِ نور

ہستیؐ خیرِ عالمیں کے لئے
سوچتا ہوں اور اپنے جذبے کو
جب بھی حرفِ ثنا میں لاتا ہوں
عشق کی لو نوا میں لاتا ہوں
ایسا لگتا ہے قلب سے لب تک
روشنی کی لکیر کھنچتی ہے
روشنی انؐ کا استعارا ہے
اور مفہومِ نور اُنؐ کی صفات!

روشنی حق، سلامتی، نیکی
روشنی علم، روشنی انصاف
روشنی صبر، روشنی ایثار
ہے یہ تکمیل و عظمتِ کردار
روشنی مظہرِ محبت بھی
اور امید کی علامت بھی
روشنی ان کا استعارا ہے
اور یہی روشنی ہمارے لئے
جزوِ ایماں ہے اور سہارا ہے
شبِ تاریک کے مسافر ہم

اور ہمیں جز خدا، یہی اک نام
دشت میں رہنما ستارا ہے

سوچتا ہوں کہ جب اُجل آئے
میرے لب پر خدا کے نام کے بعد
رحمتِ عالمیں کا نام آئے
یہی سرمایۂ فقیر رہے
دل سے لب تک کھنچی ہوئی اُس پل
روشنی کی یہی لکیر رہے

حسن اکبر کمال

ہدیۂ درُود کے

تاریک سورج ہو چکا ہے
بُجھ چکے ہیں چاند تاروں کے چراغ
دُھنکی ہوئی روئی کے گالوں کی طرح
کہسار اُڑتے ہیں فضا میں ہر طرف
دریاؤں سے شعلے لپکتے ہیں جلانے کے لئے
اور چل رہی ہے ہر طرف بادِ سموم
جس سے کسی صورت اماں ملتی نہیں
انبوہ در انبوہ انساں
خوف سے لرزہ بہ تن بیگانہ وش
بِدکے ہوئے وحشی چرندوں کی طرح
ہر سمت دوڑے پھر رہے ہیں
اور لب پر ہے صدائے الامان والحفیظ
سُوکھی زبانیں منہ سے باہر، حلق میں کانٹے
لبوں پر ہر طرف العطش کی فریاد ہے
نیچے دہکتی آگ ہے...... اور اس کے اوپر پُل صراط
تیغِ برہنہ کی طرح
میزان قائم ہو چکی ہے
اور اعضا کو زبان دے دی گئی ہے
تاکہ وہ اپنی گواہی دے سکیں

پُل کی طرف بڑھنے کا بس اب حکم ہونے ہی کو ہے
پھر ناگہاں دریائے رحمت جوش میں آجائے گا
اور حوضِ کوثر کے کنارے
رحمتہ اللعالمیں محفل سجانے آئیں گے.
صلوا علیہ و آلہ پڑھتے ہوئے آگے بڑھیں گے تشنہ لب
اور ساقیٔ کوثر کے فیضِ عام
سیراب ہوتے جائیں گے
پھر تشنگی مٹ جائے گی
دل کو سکوں آجائے گا
بھیجے تھے جو ہدیے درودوں کے، وہ کام آجائیں گے
میزان کے اُٹھے ہوئے پلڑے بھی پھر جھک جائیں گے
صلوا علیہ و آلہ.
صلوا علیہ و آلہ

ریاض احمد

محبّت کا پیغام بر

جہل وظُلمات کے جبر سے
پا بہ زنجیر شب کی جبیں پر سجا
اک درخشندہ بدرِ منیر
وہ نجاتِ بنی نوعِ انساں کا ضامن
محبت کا پیغامبر
روشنی کا سفیر
فکر و احساس نقّاشِ یکتا کا بے مثل
وہ پیکرِ اوّلیں
درسِ عشق و محبت کی تفسیر وہ
عظمتِ ابنِ آدم کی پائندہ تابندہ شہکار تصویر وہ
جس نے مظلوم و مجبور و محروم انسانیت کو سنبھالا دیا
جس کی ذاتِ مقدّس کے انصاف کا بول بالا ہوا
جس نے روشن کیا
ظلمتِ جہل و باطل کی پستی میں ڈوبے ہوئے
آدمی کا ضمیر
وہ تھا اک روشنی کا سفیر

پیر اکرم

سنہرا سنہرا بدن

زمیں سانس لینے سے گھبرا رہی تھی
ستاروں کا تنہائیوں کی مقفّل فضاؤں میں دم گھُٹ رہا تھا
بہت ہی گھٹن تھی
اچانک سیہ اونگھتے آسماں سے
زمیں پر سُنہرا سُنہرا بدن آ کے اترا
کہ جس کی ضیا سے مقدس ترنم کی آواز گونجی
سیہ رات نے اپنی زلفیں سمیٹیں
سہانے مناظر نے انگڑائیاں لیں
درختوں کی شاخوں نے گردن اٹھا کر
مقدس اجالوں کی دستار چُومی
پہاڑوں کی پتھریلی پیشانیوں سے
اترتی ہوئی آبشاروں نے اپنی زباں سے
نئی روشنی کا
کیا خیر مقدم؟

انجم نیازی

اے خُداوندِ سخن

تو کہ موضوعِ مزامیرِ زبُور
تری توصیف کا کس ابنِ بشر کو مقدور؟
عجزِ اظہار و بیاں کا کرے اقرار زباں
جو تری شان کے شایاں ہوں وہ الفاظ کہاں؟
تری تصویر کشی سے معذور
فانی انسان کا فن
اے خداوندِ سخن!
ہوا ادا جس سے ترا زمزمہ وہ ساز کہاں؟
طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا کی وہ آواز کہاں؟
کعب و حسّان کا وہ سرمدی انداز کہاں؟
نطق کا قافیہ سرِ منزلِ معنی میں ہے تنگ
کوئی محرومی سی محرومی ہے؟
ترے دربار میں دارائی بھی محکومی ہے
آستاں پہ ترے خاک بسر، برہنہ تن
کج کلاہانِ اقالیم و سلاطینِ زمن
اس سرا پر وہ حشمت میں مرا کیا مذکور!
میں مدائن تُو مدینہ، میں خرابہ تُو چمن
میں اندھیرا تو اجالا، تو امیں میں رہزن
میں تشکک تُو تیقن، تو موحّد میں شمن

تو طمانیّت و تسکیں میں مباہات و محن
تو ۔نین ۔ متبسّم میں عبوس و الکن
مرا افلاسِ تخیّل، میری ناداریٔ فن؟
ترے دربار میں کس منہ سے کرے عرضِ سخن؟
یہ مرے دل کی لگن یہ مرے سینے کی امنگ
اترے کیسے مرے نغمے میں ترا لحنِ تشنگ
ترے کردار کی خوشبو، تری گفتار کا رنگ؟
بم وزیر اس کا ہے کاذب، غلط اس کا آہنگ
ترے اوصاف و شمائل کے تنوّع پہ ہوں دنگ
جو مرے دل میں ہے کیونکر ہو بیاں؟
قالبِ حرف میں کس طور ڈھلے جذبِ نہاں؟
گونجے کانوں میں مرے نغمۂ دیرینۂ دف
اے مُوخّر بہ زمانہ و مقدّم بہ شرف!
تو عناں گیرِ مشیّت میں حوادث کا ہدف
تو ہمہ رحم و رجا، میں ہمہ حرمان واسف
میں ثری ہوں تو ثریا، تُو زمرد میں خزف
لمسِ جاں پرورِ نیساں کو ترستا ہے صدف
وجہِ جمعیّت خاطر ہے تصوّر تیرا
ہر مُبنِ مُوہے گروگانِ تشکرّ تیرا
رازِ پنہاں کو کروں کیوں افشا؟
اور کیوں عہدِ وفا کو کہوں دستِ تہِ سنگ؟
طبعِ غمّاز کہاں، محرمئی راز کہاں!
اے شہِ ہر دوسرا!

عبدالعزیز خالد

میری یہ نعتِ محترم

انسان ہیں وہ بھی مگر
رحمت نفس، خیر البشرؐ
انسانیت کے واسطے
ان کی دعائیں رات بھر
ہر ظلم کی یلغار میں
سب کے لئے سینہ سپر
ہر اک قدم، رفتار میں
صدیوں کا تہذیبی سفر

انسان ہیں وہ بھی، مگر
انسانیت کے واسطے اک دائمی منشور ہیں
وہ آسمان کا نور ہیں
جو خاک سے پیدا ہوا
وہ آفتابِ روح جو ادراک سے پیدا ہوا
علمِ حقیقی
ان کے اسمِ پاک سے پیدا ہوا

انسان ہیں وہ بھی، مگر
اُن کا نشاں...... رمزِ حیات

اُن کا پتا...... اسرارِ ذات
اُن کا زمانہ...... جاوداں
اُن کا ٹھکانہ...... شش جہات
اُن کا قدم...... نقشِ حرم
اُن کا کرم...... بابِ نجات
اُن کا جریدہ...... زندگی
اُن کا قصیدہ...... کائنات

انسان ہوں میں بھی، مگر
میرا یہ اندازِ نظر
میرا یہ اعجازِ قلم
میری یہ نظمِ معتبر
میری یہ نعتِ محترم
سب خود پناہی کے لئے......!
سب داد خواہی کے لئے......!

شبنم رومانی

بحر و بر کا تاجور

اے داستانِ دلبراں   اے سجدہ گاہِ قدسیاں
اے وجہِ تکوینِ جہاں   اے رحمتہ اللعالمین شانِ زمیں گردوں نشیں
معجز بیاں غنچہ دہن   اے خوش زباں شیریں سخن
اے مصدرِ تعلیم و فن   اے قبلہ روح الامین تو حاملِ حرفِ متیں
نقشِ قدم منزل نشاں   افلاک کی گردِ کارواں
زیرِ نظر ہفت آسماں   اول قدم عرش بریں، قوسین سے منزل قریں
لطفِ عمیمِ کبریا   سرِ حکیمِ دوسرا
دُرِ یتیمِ آمنہؓ   اے رونقِ رخسارِ دیں، یعنی حیادار یقیں
تو بحر و بر کا تاجور   خیر الوریٰ خیر البشر
عیسیٰ نفس موسیٰ نظر   آدم صفت قامت حسیں یونس رخ و یوسف
لاتقنطوا کی آبرو   جبیں
او، حرف تو ہے ہو بہو   اسرار "او" کی جستجو
جام مئے احمر پلا   شاہد ترا قول جبیں، لاریب ہم کو بے یقیں
اے ساقیٔ اطہر پلا   آبِ جوئے کوثر پلا
او، حرف تو ہے ہو بہو   اسرار "او" کی جستجو
جام مئے احمر پلا   شاہد ترا قول جبیں، لاریب ہم کو بے یقیں
اے ساقیٔ اطہر پلا   آبِ جوئے کوثر پلا
اخلاق میں کردار میں   تسنیم سے پرساتگیں لذت میں رشکِ انگبیں

رفتار میں گفتار میں — اوصاف میں اطوار میں
مرقوم ہے تورات میں — رستہ تراحبل المتیں ، از اولیں تا آخریں
قرآن کی آیات میں — انجیل کے صفحات میں
میں تشنہ دل ، تشنہ نظر — تاریخ کے عہد آفریں ، احمد امام المرسلیں
اور سر برہنہ در بدر — تفتہ بدن ، تفتہ جگر
اے مالکِ ملکِ عطا — چشمِ تمنا آب گیر ، اک جلوۂ سیمیں جبیں
اظہرِ پریشاں بے نوا — اے منبعِ جود و سخا
للہ وقتِ واپسیں ، لطفِ نگاہِ دلنشیں !!

مرزا غلام رسول اظہر

نور کی کملی اوڑھے آیا

وہ افق کی سمت بہتا ہوا ہوائے بسیط
آسمانوں کی طرف اڑتی ہوئی ریت کی شال
وہ ہر اک ذرّے میں خورشید درخشاں کا طلوع
رات کے ماتھے پہ وہ چاندی کا جھومر
اس کی زلفوں میں چٹکتی ہوئی افشاں
فرش پر اونچے کھجوروں کے ستوں
منتظر تھے نور کے عرش کو شاخوں پہ بٹھانے کے لئے
مگر انسان تھا ان روشنیوں کا دشمن
لفظ پتھر تھے بتوں کے مانند
اور وہ آیا
وہ اک نور کی کملی اوڑھے
اس کی آنکھوں میں شعاعیں برہیں
ریت کی دھند چھٹی
اس کے ہونٹوں سے ترنم کی وہ لہریں پھوٹیں
لفظ پھر زندہ ہوئے
لفظ جن میں کے خدا کا سایہ
لفظ جن میں تیری میری تصویر

اعجاز فاروقی

مدحتِ دوامِ اُس کے لیے

صداقتوں کا پیمبر، سلامتی کا سفیر
مرا رسولؐ زمانے میں روشنی لایا
جہانِ زیست میں آرام و آشتی لایا
مرا نبیؐ جو نمونہ تھا آدمیت کا
خلوص و مہر و مروّت کا آبگینہ تھا
عروجِ آدمِ خاکی کا وہ وسیلہ تھا
جہانِ عشق میں مدحِ دوام اُس کے لئے
درود اُس کے لئے ہے سلام اس کے لئے

محمد افسر ساجد

اے کاش!

میں اس حقیقت سے آشنا ہوں
کہ اپنا ہونا ہے اپنے بس میں،
نہ اپنا مرنا ہے اپنے بس میں
مگر میں اکثر یہ سوچتا ہوں
کہ کاش میں بھی
اسی زمان میں اور اسی سرزمیں پہ ہوتا
جہاں سراپائے نور بن کر
زمانے بھر کے لئے پیامِ حیات لے کر
تو جگمگایا.........

اگر میں ہوتا
تو ہر گھڑی میں تری مجالس میں،
ایک غلامِ حقیر بن کر کھڑا ہی رہتا

ادب سے میری نظر نہ اٹھتی
مگر ترا اذن لے کے
صورت تری مَیں دل میں اتار لیتا.........

ادب سے میری زباں نہ کُھلتی
مگر میں کانوں کے راستے
تیری ساری باتوں کا شہد دل میں اُتار لیتا.........

جہاں تُو جاتا
میں تیرے پیچھے ترا فقیرِ حقیر بن کر
سفر میں رہتا
اور اپنی آنکھوں میں
تیرے قدموں کی دھول سرمہ بنا کے بھرتا.......

میں دن کو تیرے جلو میں رہتا،
تو رات کو تیرے خواب بُنتا

مگر نہ تھا یہ نصیب میرا!
مگر نہ تھا یہ نصیب میرا!!

حفیظ صدیقی

گفتار و کردار

تو نے انسان کو انسان کی عظمت بخشی
ہم کہ بکھرے ہوئے، بھٹکے ہوئے دُکھ سہتے تھے
اپنی ہی ذات کی ظلمت میں گھرے رہتے تھے
اشرف الخلق...... مگر خاکِ سرِ راہ سے بھی پست مقام
اور انسان ہی انساں کا غلام
کتنی دیواریں کہ خود ہم نے اٹھا رکھی تھیں
رنگ کی، نسل کی، قوموں کی، قبیلوں کی...... مگر
کوئی انسان بھی، انسان نہ تھا
تو کہ ہم میں سے...... ہمیں جیسا تھا
تیری عادات سے، اعمالِ مبارک سے...... کھلا
ایک انسان کہ انساں ہے تو ہے کتنا عظیم
گردِ رہ کاھکشاں اور فلک زیرِ قدم
ہم کلام اس سے خدا اور فرشتے حاضر
روشنی بن کے بکھرنے لگا اس کا پیغام
اب کوئی شاہ نہیں اور نہیں کوئی غلام
اس کے اور ربِ جہاں کے نزدیک
سب کے اعمال کی وقعت ہے...... قبیلوں کی نہیں

کوئی گورا کسی کالے سے نہیں ہے برتر
اہلِ دولت...... کا غریبوں پہ کوئی زور نہیں
اس کا پیغام...... قل العفو...... کہ سب بانٹ کے کھائیں پہنیں
کوئی بھوکا نہ رہے ، کوئی برہنہ بھی نہ ہو
ایک بھائی سے کسی بھائی کو ایذا نہ ملے
آج میں سوچتا ہوں ، دیکھتا ہوں ، سوچتا ہوں
روشنی پاس ہے ، ہم پھر بھی ہیں ظلمت کے اسیر
ہم ترا نام تو لیتے ہیں مگر تیرا پیام
کس قدر پیار سے ، طاقوں پہ سجا رکھا ہے

محمود شام

میری منزل

مگر ڈھونڈوں گا روشنی کو
میر جذبے صداقت کے امیں ہیں
نہ کہنا اب جہاں میں ہر جگہ تاریکیاں پھیلی ہوئی ہیں
وہ دیکھو! اب بھی اس جانب ضیا سی پھوٹتی ہے
وہاں اس گہری تاریکی میں اک قندیل روشن ہے
رواں ہوں میں گھنے سایوں سے اس قندیل کی جانب
مجھے عرفان سا ہونے لگا ہے
کہ یہ روشن جگہ دہلیز ہے صلِّ علیٰ کی
یہی منزل ہے میری
حضور مصطفیٰ کے نور سے لوگو
نظر حیراں زباں چپ ہے
کہ میں کیسے اندھیروں میں پڑا ہوں
جہاں چیزوں پہ تاریک سجی ہے
جہاں رشتے صداقت سے ہیں عاری
جہاں جذبات جھوٹے ہیں
جہاں رقصاں ہیں سائے ظلمتوں کے
چلوں تو ٹھوکریں ہیں
میں کب سے روشنی کی جستجو میں
بھٹکتا پھر رہا ہوں

خزانے پھوٹتے ہیں آگہی کے
یہ نورِ مصطفیٰ کا فض ہے اور عام ہے
مجھے حیرت ہے تم سب لوگ اب بھی ہو اندھیروں کے پجاری
مگر خوش کہ تم جیسا نہیں ہوں
کھڑا ہوں میں اُجالوں کے جلو میں
میں کہتا ہوں کہ تم سب ہو اندھیروں کے مسافر
بھٹکتے ہی رہو گے اس جگہ پر
جہاں جذبات جھوٹے ہیں
جہاں احساس زنگ آلود ہے

فرحت عباس گیلانی

سلام اُس پر

سلام اُس ؐ پر کہ وہ ہے صادق ' امین ہے
یقین ہے وہ ؐ
دلوں کا مسند نشین ہے وہ ؐ
نگاہ میں بھی مکین ہے وہ ؐ
ہر اک بھکاری ہے اُس کے در کا
کہ رحمت العالمین ہے وہ ؐ
جو اس ؐ کو مانے وہی حقیقت میں ربّ کو مانے
وہی عقیدہ ہے ' دین ہے وہ ؐ

سلام اُس ؐ پر کہ جانفزا ہے بہار جس سے
نکھار جس ؐ سے
حیات کا اعتبار جس ؐ سے
ملا جو اس سے ہوا اُسی ؐ کا
نہیں ہے ممکن فرار جس سے
پلایا ایسا ہے جام اس نے محبّتوں کا
ملا ہے دل کو قرار جس ؐ سے

سلام اُس پر ' درود جس پر پڑھے خدا بھی
ملائکہ بھی
ہیں ہاتھ اس ؐ کے اگر رمی بھی
تو اس ؐ کا چہرہ ہے والضحیٰ بھی

سراپا رحمت سراپا شفقت
وہ مجتبیٰ بھی ہے، مصطفیٰ بھی
مجھے لگے ہے کہ دیکھے بھالے تھے اسؐ نے رستے
وہؐ آیا بھی عرش سے، گیا بھی

سلام اسؐ پر کہ ہے دلوں میں امنگ اسؐ سے
ترنگ اسؐ سے
ہے گلشنوں میں یہ رنگ اسؐ سے
کلام کرتے ہیں سنگ اسؐ سے
ہے نکھرا نکھرا، ہے اجلا اجلا
خوشی کا ہر ایک رنگ اس سے
بسا ہے جب دھڑکنوں میں اسمِ حسین اس کا
دلوں کا اترا ہے زنگ اس سے

سلام اسؐ پر کہ نورِ توحید جس سے پھوٹا
وہ نور پھوٹا
کہ ظلمتوں کا خیال چھوٹا
سراب سے دل کا ربط ٹوٹا
ہوئی ہے رحمت کی ایسی بارش
نکھر گیا جس سے بوٹا بوٹا
وہؐ جس نے آ کر کلام ایسا سنایا جگ کو
مشاعرہ زندگی کا لوٹا

حنیف نازش قادری

تیرا سفر

ازل سے ہے تو رواں سفر پر
ہبوطِ آدم تری مسافت کا نقشِ اول قرار پایا
کبھی تو طوفانِ نوح بن کر جہاں کی تطہیر کی نہایت میں ڈھل گیا ہے،
کبھی ابراہیم کے حوالے سے تجھ پہ بیتِ خدا کی تعمیر کا حسین مرحلہ بھی گزرا،
کبھی تو فرزندیوں کے آدابِ روح فرسا کی ایسی منزل سے ہنس کے آگے نکل گیا ہے،
جسے زمانہ ذبیحۂ بے مثال کہہ کر پکارتا ہے،
کبھی تو پدرانہ شفقتوں کے مراحل دل گداز پر یوں ہوا ہے حاوی،
کہ تیرے صبرِ جمیل نے اس پسر کی مرگِ مہیب کی بے اماں خبر کا عذاب جھیلا،
کہ جس کے پیکر کا حسن بازارِ مصر میں تیرے روپ کا اک کرشمہ بن کر بکا،
تو تیری مسافرت نے نئی طرح کا فروغ پایا،
صلیب کی رفعتوں کو چھو کر کبھی تجھے اپنی جادہ پیمائیوں کا وہ اوج ہاتھ آیا،
کہ جس نے مریم کی بے گناہی کے رابطے سے بشر کی تقدیس کو بڑھایا
کبھی حرا کا قیامِ سیال تجھ سے وہ گیان دھیان منسوب کر گیا ہے،
جو ہر مسافر کے واسطے زادِ راہ ہے اور جس کی خاطر،
ازل سے ہے تو رواں سفر پر،
سفر کہ جس کی نہایت بیکراں ابد ہے!

عارف عبدالمتین

آفتاب اُبھرا

افق سے جب آفتاب ابھرا
زمیں کی ساری اداسیوں پر
جوان کی کرنوں کے رنگ برسے
وہ ظلمتیں جو زمیں کے مرکز پہ خیمہ زن تھیں
وہ بربریت جو وحشتوں کے سیاہ چہرے سے رونما تھی
وہ دل فگاری جو زندگی کا کمال فن تھی
طلوعِ نورِ حیات کی اوّلیں کرن سے ..
زمیں کا پاتال بن گئی تھی
پچک کے سیّال بن گئی تھی
شگوفے پھوٹے، پرند چہکے ہوائیں رازِ حیات لے کر
محبّتوں کی برات لے کر
جلو میں قند و نبات لے کر
زمیں پہ اتریں
وفا، اخوّت، خلوص کی پھر برات آئی
ہر ایک جانب مسرتوں کے پیام آئے
تباہ حالوں کو زندگی کے سلام آئے
قرار آیا
زمیں پہ دورِ بہار آیا
سراب رخصت ہوا جہاں سے، کلی کلی کا شباب ابھرا
افق سے جب آفتاب ابھرا

سید مسعود ہاشمی

احساس کی لہر

تیرے قدموں کی مٹی کا سرشار لمس
میری پلکوں کے دامن کا سُرمہ بنا
میرے دل کی سیہ گھاٹیوں پر سفیدی چڑھی
ذرّے ذرّے نے اپنی چمکتی نگاہوں سے آواز دی
سنگریزے گواہی کا پرچم لئے مسکرانے لگے
زیست کی ہر گلی خوشبوؤں میں بسی
سارے کون و مکاں میں دھنک رنگ خوشیاں برسنے لگیں

تیرے قدموں کی مٹّی نے
چہروں کو آسودگی، سوچ کو تازگی، خون
کو گرمیاں اور مساموں کو احساس کی لہر بخشی
یہ سب آگہی کے کرشمے تھے، سچ
کے فسانے تھے...... جن سے زمانہ عبارت ہوا تھا
زمانہ، مکاں کے سیہ دائرے میں
ازل سے لہو کی سفیدی، دلوں کی سیاہی، جزا کی سزا کا سدا ترجمان ہے
یہ اپنے بدن کی لہو رنگ تختی پر جھوٹی گواہی کے انبار لکھتا رہا ہے
زمانہ بھی تُو تھا
مگر اک مکان میں زمانے کی تقدیس بدلی گئی ہے

زماں و مکاں پھر بھی تیرے کرم کے سہارے اکائی کی وحدت میں جیتے
رہے ہیں
ہمیشہ نہیں گرے

دیارِ محمدؐ

زماں و مکاں کی سرکتی ہوا سے ' سدا ماورا ہے
تیرا سبز گنبد
میری آنکھ کی روشنی ' میرے خوابوں کی تعبیر کا اک جہاں ہے
میرے سنگ جذبے تیرے صدقِ احساس کی گرمیوں سے ہمیشہ پگھلتے
مچلتے رہے ہیں
تیرے صدقِ احساس نے سرزمینِ وفا کو نیا رنگ بخشا
لباسِ انا دے کے جسموں کو تو نے امر کر دیا ہے

طاہر حنفی

رفعتوں عظمتوں کو سلام

یا حبیبِ خدا ' سرورِ انبیاء
آپؐ انسان ہو کر بھی میرے لئے ایک رہبر بنے
فخرِ آدم ہوئے
میرے ہمدم ہوئے
جانِ عالم ہوئے
آپؐ ہی نے سکھایا
کہ زندہ رہو ' موت سے بھی لڑو
آپؐ نے تیرہ و تار دنیا میں کتنے اُجالے بکھیرے
کئی زندہ در گور روحوں کو جینے کا لمحہ دیا
ننگ و ناموس کی آرزو بخش دی
سب غلاموں کو آزاد رہنے ' جھکی گردنوں کو اٹھانے
خود اپنے خیالوں میں ہنسنے مچلنے
سنبھلنے کا اک حوصلہ بھی دیا
آپؐ کے سامنے
کتنے کسریٰ جھکے ' کتنے قیصر گرے
آپؐ کے خادموں میں جو شامل ہوا
جو غلامِ غلامانِ احمدؐ ہوا

سُرخرو ہو گیا
صاحبِ عزت و آبرو ہو گیا
آپؐ نے درسِ انسانیت دے کے عدل و مساوات کو
لاکھ معنی دیئے
اور جہاں کو وفا آشنا کر دیا
نفرتوں کے دلوں میں محبت، لگن زندگی کے
چلن کا ثمر بھر دیا
آپؐ کی ذاتِ مولائے کل یا نبیؐ
آپؐ کی خاکِ پا رحمتوں، برکتوں کا ہے پل یا نبیؐ
محفلِ کُن فکاں آپؐ کے اک اشارے کی محتاج ہے
فرش سے تا بہ عرشِ علا ہر جگہ
آپؐ کی سلطنت، آپؐ کا راج ہے
بزمِ ارض و سما، بحر و بر خشک و تر، دشت و کوہ و جبل
آپؐ کی وسعتوں کے امیں سب کے سب
عظمتوں کے نشانِ مبیں سب کے سب
یا حبیبِؐ خدا، رحمتِؐ کبریا
آپؐ کی رفعتوں، عظمتوں کو سلام

زہیر کنجاہی

روشنی کی خبر

لیلئ شب کھلے آسماں سے اُتر کر یہاں
بند آنکھوں کے ساکت دریچوں سے دستک دیئے جا رہی ہے
فصیلیں چراغاں کرو
شہر کے سارے دروازے کھولو
کہ وہ آئے گا، صف بہ صف سبز کرنیں جلو میں لئے
قریۂ منتظر میں

زمیں اب بھی طائف کی مہکی ہوئی ہے
ذرہ ذرہ ہے جس کے لہو سے، وہی
آج قوسین کو چھو کے آیا ہے خوش گام ناقہ پہ بیٹھا
اسی راستے سے نمودار ہو گا
ستارہ ستارہ گزر گاہ جس کی

زمانوں کا مالک، جہانوں کی توقیر لے کر
وہ آئے گا الہام کی آیتیں، علم کی ساعتیں
سارے نبیوں کی تاثیر لے کر
وہ آلائشیں پاک کرنے، تمہارے لہو میں
جو تاریک ذروں کی تمثیل ہیں

آؤ اس کے حدی خواں بنیں

جس کا ناقہ ہمارے لئے قریۂ مہر سے
روشنی کی خبر لا رہا ہے

اجالوں کا مالک
سبھی عالموں کے لئے سبز کرنوں کی خوشبو لئے آ رہا ہے

چلو آلِ تجار کی بیٹیو، دف بجاؤ
پرندے طلاع سحر کی خبر دے رہے ہیں

ذوالفقار احمد تابش

✿✿✿✿✿

توفیقِ نعت

نعت لکھنے کا ارادہ ہے
مگر کیا لکھوں
تنگ دامانئ معنیٰ کا ہے الفاظ پہ داغ
فکر محدود ہے
اوصافِ محمدؐ کی کوئی حد ہی نہیں
ناتواں عقل کی پرواز بھی اک دائرہ میں
مختصر اتنی
تجسس کا بھی دم گھٹتا ہے
سر بسجدہ ہے نظر
اس کی طرف کیا دیکھے
استعاروں کے لئے سمتِ سفر ہے مسدود
دلِ تشبیہ دھڑکتا ہے
کہ بے مثل ہے وہ
میرے آئینۂ حیرت میں بھی وہ عکس نہیں
جس کو میں نعت کا عنوان ہی کہنے کی جسارت کر لوں
نعت کے واسطے
بس نطقِ خدا ہے درکار اے خدا!
ذہن عطا کر مجھ کو،
اور توفیق کہ جس سے مجھ کو

نعت لکھنے کا سلیقہ آ جائے

میری بخشش کا ذریعہ بن جائے

رعنا ناہید رعناؔ

قسمت سنور رہی ہے

(1)

یہ کون اُجلا لباس پہنے

ہماری بستی میں آ گیا ہے

نہ لفظ اپنے نہ چال اپنی

نہ آشنا قیل و قال اپنی

اس اجنبی کو ہماری بستی کا کون راستہ دکھا گیا ہے۔۔۔۔

- - - - - - - - - - -

بنفشہ کِھلتا ہے نیلا نیلا

گلاب کِھلتے ہیں پیلے پیلے

(2)

کوئی بتاؤ۔۔۔ یہ عمر کیا ہے؟ یہ موت کیا ہے؟

کوئی بتاؤ کہ راستہ اپنی انتہا ہے

لباس پہنے یا جسم پہنے

وہ ہو بہو ہے وہ بے خطا ہے

وہی گیا ہے

- - - - - - - - - -

ہوا کی خوشبو ہے بھینی بھینی

فضا میں کوئی اُتر رہا ہے

(3)

اگر سمجھ کر اسے بلاؤ تو لعل و گوہر

اگر کسی طرح بھول جاؤ تو ابتلاء ہے
وہ میرے بچپن کا آشنا
مری جوانی کا آسرا ہے
وہ آخرت میں مری دعا ہے

- - - - - - - - - - -

عجیب پانی برس رہا ہے
عجیب قسمت سنور رہی ہے

جیلانی کامران

دُھوپ مُسکراتی ہے

سُوکھی پیاسی یہ وادی
اور اکیلے پن کا گھاؤ
دوری اور مہجوری
وہ جبل، وہ کٹھنائی
وہ سیہ سیہ پتھر
دُکھ کی آگ میں جھلسے
بے ضمیر، بے آواز
مشعلیں لئے غم کی وہ دلیر دیدہ رات
ہجر کا کھنڈر وہ رات
درد ناشناسائی، طاقتِ شکیبائی
نسلِ آدمؑ و حواؑ
آلِ حضرتِ ابراہیمؑ
بے ہراس بے وسواس
شکتی دان وہ بلوان

○

وہ عرب کے ہیبت ناک رہ گزار و کوہستان
اور اُن کے پُرخوں آستیں اور دامن
عشق کی کچہری میں
بھیڑ مجرموں کی ہے کس قدر اداس اور چپ

ہر قبیلہ وحشی اپنے دیوتاؤں سے بدگمان اور نالاں

○

خاکِ رہ گزر جس کی کیمیا اثر نکلی
کھیت ماہ و انجم کے جس نے روند ڈالے ہین
جس کا دیدۂ پُر دین فیض کا سمندر ہے
جس کی بادِ صحرا بھی
درسِ عشق دیتی ہے
اور 'ادب سکھاتی ہے' آدمی بناتی ہے
دھوپ مسکراتی ہے

حشمت یوسفی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرمائیں

مرا یہ اعزاز کم نہیں ہے
کہ میرے ہاتھوں میں وہ قلم ہے، جو وقفِ وصفِ صنم نہیں ہے
رہینِ رودادِ غم نہیں ہے
نہ زلف و عارض کے رات دن ہیں نہ مسکراہٹ کی بجلیاں ہیں
نہ تیغِ ابرو' نہ خارِ مژگاں 'نہ تیر نظروں کے بے اماں ہین
نہ استعاروں کے چیستاں ہیں
میں سوچتا ہوں
میں سوچتا ہوں مرے خدا کا یہ مجھ پہ تھوڑا کرم نہیں ہے
کہ ذکر شعلہ رُخاں سے روشن مری زبان قلم نہیں ہے
مرا یہ اعزاز کم نہیں ہے
سعادت مدحتِ پیمبر
بجز مقدر
سوائے احسان و رحمتِ حق نصیب کس کا' کسے میسّر
یہ محض اُس کے کرم سے ممکن ہے، جو ہے ربّ بزرگ و برتر
وگرنہ ہم کیا
بساطِ الفاظ کیا، قلم کیا
عبارت آرائی و بیاں کیا، ہماری تحریر کیا' زباں کیا
فضیلت نطق دے کے ہم کو لیا ہمارا ابھی امتحاں کیا
کریں ہم اُس کی ثنا رقم کیا
بساطِ الفاظ کیا، قلم کیا

میں ڈر رہا ہوں
ثنائے آقائے دو جہاں کی اگرچہ کوشش بھی کر رہا ہوں
میں اس تصوّر سے کانپتا ہوں ' اگر یہ سوچوں کہ مر رہا ہوں
میں اُن کو پہچان بھی سکوں گا؟
سوال مجھ سے اگر یہ ہو گا کہ کون ہیں یہ...... تو کیا کہوں گا
مرے خدا...... اف میں کیا کروں گا

مری دعا ہے
سراپا رحمت نبیِ اُمّی کا واسطہ ہے
مری زبان کو جو ذکرِ آقا سے اے خدا تو نے تر کیا ہے
تو اس قدر لطف اور فرما
مجھے وہ توفیق دے عمل کی کہ ان کے رستے پہ یوں چلوں میں
کہ اس سے پہلے کہ کچھ کہوں میں
حضور فرمائیں
"اس کو چھوڑو...... یہ شخص تو میرا امّتی ہے"

عابد صدیق
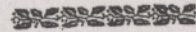
دینِ حق کا ضمیر

فضیلتوں کے عروج پر تھے سبھی ملائک جو عرش پر تھے
کرامتوں کے امین ٹھہرے تمام ذرّے جو عرش پر تھے
دعائیہ خوشبوؤں کے جھونکے
چہار جانب
شمال ' مشرق ' جنوب ' مغرب ' نکھر نکھر کر بکھر بکھر کر
عقیدتوں کے مہیب لمحے لُٹا رہے تھے
جہالتوں کے سیاہ سینے میں حق کی کرنیں اُتر رہی تھیں
جو بے نشاں تھے ' وجودیت کے عمل سے پل پل گزر رہے تھے
زمیں پہ قوس و قزح کے لشکر افق سے گویا اتر رہے تھے
طیور جتنے بھی تھے ہوا میں
اڑان اپنی بھلا کے وہ سب
فضا میں روشن حروف بن کر ٹھہر گئے تھے
سمے کی رتھ میں جُتے ہوئے سارے اسپ پتھر کے ہو چکے تھے
ہر ایک شے
ناگہاں پلٹ کر خود اپنے مرکز پہ آ گئی تھی
خدائے واحد جو لامکاں ہے
وہ حدِ امکاں میں حرفِ کُن سے ایک ایسی ہستی کو بو رہا تھا
کہ جو ازل سے تمام عالم کے ریشے ریشے میں سو رہا تھا
یہ وہ گھڑی تھی

کہ جب محمدؐ عرب کی دھرتی پہ دینِ حق کا ضمیر بن کر اتر رہا تھا
نئے ز ا نے کی ایک روشن لکیر بن کر اتر رہا تھا

سلیم شہزاد

توصیف

مرے پیمبرؐ
حقیقتوں کے اُفق پہ زندہ ہے نام تیرا
ستارے تیرے، قمر بھی تیرا، نظامِ شمسی تمام تیرا
زمین کا سارا نظام تیرا
حریم سدرہ مقام تیرا
تُو روشنی ہے، تُو زندگی ہے، تُو آگہی ہے
شعورِ انسانی میں تیری ہدایتوں سے ہی روشنی ہے
ہے چار سو فیضِ عام تیرا
نگاہ و دل میں مقام تیرا
مرے پیمبرؐ
حدِ زبان و بیاں سے باہر ہیں وصف تیرے
میں تیری توصیف کیسے لکھوں؟
میں تیری تعریف کیسے لکھوں؟
مری عقیدت حرا کے پتھر سے اکتسابِ وفا کی خاطر
مرے تصوّر کو اذنِ ادراک دے رہی ہے
وہ سنگِ اطہر کہ جس کی قسمت تری نگاہِ کرم رہی ہے
مرے پیمبرؐ
میں سوچتا ہوں کہ یہ مقدر کی یاوری ہے
کہ میں نے سوچا!
ترے تصرّف میں آنے والے ہر ایک عنصر کی منزلت کو

حرا کے ماحول پر تقدس کی کیفیت کو
وہ میرے بے مایہ جسمِ خاکی سے بھی گراں ہے
ترے تقرّب کا حُسنِ احساس، روح اس کی
کہ آج بھی وہ عقیدتوں کی نظر میں زندہ ہے جاوداں ہے

مرے پیمبرؐ میں سوچتا ہوں
جو رفعتِ عرشِ کبریا ہے
پلک جھپکنے سے قبل غارِ حرا میں آکر
خدا کا پیغام دے کے جائے
وہ کس قدر بانصیب ہو گا
حریم سدرہ کا رازداں وہ، خدائے برتر کا ترجماں وہ
مثالِ قلزم ہے بیکراں وہ

مرے پیمبرؐ
تری قلمرو میں کائنات ایسی سلطنت ہے
جہاں کہ روح الامیں پیامی ہے مستحق تیری قربتوں کا
میں ایسا بھی باہنر نہیں ہوں
مگر میں پھر بھی یہ سوچتا ہوں
مری عقیدت کے خالی کشکول میں ہو، سکہ ترے کرم کا
جگا گیا ہے مرا مقدر
دورد تیرا اسلام تیرا
قبول ہو یہ کلام تیرا

گفتار خیالی
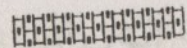
....تو نعت لکھوں

حضورِ اکرمؐ
رسولِ مقبولؐ
میں گنہگار
نعت لکھنے کی لے کے جسرت
کھڑا ہوا ہوں
اے میرے ہادی
اے میرے رہبر
میں پستیوں میں گرا ہوا ہوں
میں مشکلوں میں گھرا ہوا ہوں
میں راستے میں پڑا ہوا ہوں

حضورؐ انسانیت کو بخشا ہے
آپ ہی نے شعورِ یزداں
حضورؐ کے فیض سے ملا ہے
جہان کو یہ یقین و ایماں

حضورؐ ہی نے بھٹکتی انسانیت کو بخشا
سراغ دنیا و زندگی کا
حضورؐ ہی نے جہالتوں کو
چراغ بخشا ہے آگہی کا

حضورؐ برحق ہیں
تاجدارِ پیمبراں ہیں
پیمبرِ آخرالزماں ہیں

جو رحمتیں بے حساب لائے
حضورؐ اُم الکتاب لائے
جو رہ نمائے حیات بھی ہے
صحیفۂ کائنات بھی ہیں

نہ آپ کا ہے پیام مبہم
نہ آپ کی زندگی ادھوری
ہوئی ہے تشکیل دینِ حق کی
حضورؐ کی ذات پر ہی پوری

مگر یہ بدقسمتی ہے میری
کہ بے عمل زندگی ہے میری

حضورؐ کی روشنی کے مینار
آج بھی جگمگا رہے ہیں
مگر ہمیں کور دیدہ
ظلمات کی طرف دوڑے
جا رہے ہیں
منافقت اور فریب کاری
شعارِ انسانیت بنا ہے
وہ بت جو توڑے تھے آپؐ نے

ایک دن
تراشے گئے ہیں پھر
اور ان کو انسان
پوجتا ہے

وہ نخوت و کبر و ناز کے بُت
وہ نسل کی امتیاز کے بُت
وہ شرک و فسق و فجور کے بُت
وہ سیم و زر کے غرور کے بُت

یقین ہے اور عمل نہیں
تو یقین نہیں وہ
منافقت ہے

یہ شرطِ ایمان ہے
یقین و عمل میں لازم
مطابقت ہے

حضورِ اکرمؐ
کہاں یہ تاب و مجال مجھ میں
کہاں یہ حسنِ کمال مجھ میں
عمل کی دولت سے ہو کے محروم
آپؐ کا پاک نام اپنی زباں پر لاؤں
وہ حوصلہ میں کہاں سے پاؤں
ہو جرأتِ عرضِ حال مجھ میں

قلم اٹھاتا ہوں نعت لکھنے کو میں
تو اکثر یہ سوچتا ہوں
عمل کی دولت سے ہو کے محروم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں ؟

ہے حال میرا قبیح و مذموم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
نشانِ ماضی کے کر کے معدوم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
گناہوں سے ہیں فضائیں مسموم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں
نہ میرا دل جب تلک ہو معصوم
نعت لکھوں تو کیسے لکھوں ۔

مری خرد کو عمل سے وابستگی ملے
تو میں نعت لکھوں
مجھے گناہوں پہ ذوقِ شرمندگی ملے
تو میں نعت لکھوں
میں پہلے اقدارِ نیک و بد کا کروں تعین
تو نعت لکھوں
حضورؐ کی پیروی سے ہو زندگی مزین
تو نعت لکھوں

بتوں کو توڑوں تو نعت لکھوں
میں شرک چھوڑوں تو نعت لکھوں

رؤف ظفر

عدل و انصاف

یہ فتحِ مکہ کے دور کا ایک واقعہ ہے
کہ آلِ مخزوم کے قبیلے کی
فاطمہ نامی ایک عورت نے کر لی چوری
دیا رسولِ خدا نے ازروئے شرعِ دینِ مبیں یہ فرماں
کہ کاٹ دیں ہاتھ سارقہ کا

سنا یہ فرماں
تو آلِ مخزوم کو ہوا اضطراب لاحق
وہ دوڑے دوڑے جناب اسامہؓ کے پاس آئے
کہ پیشِ پیغمبرِ خدا وہ کریں سفارش
اسی طرح کچھ بچاؤ کی ہو سبیل شاید
بدل دے حکم سزا کو یہ قال و قیل شاید
مگر اسامہؓ نے بارگاہِ نبیؐ میں یہ تذکرہ جو چھیڑا
تو رنگ روئے رسولِ مقبولؐ میں معاً اک تغیر آیا
کہا جناب اسامہؓ سے آپؐ نے کہ کیا تم
سفارشی بن رہے ہو اللہ کی حدوں میں؟
جناب اسامہؓ اب اسی سفارش پر منفعل تھے
وہ عرض کرنے لگے یہ پیغمبرِ خدا سے
مرے لئے ہو دعا کہ مجھ کو معاف فرمائے ربِ کعبہ

دیا رسولِ خدا نے پھر شام کو یہ خطبہ

کہ تم سے پہلے ہوئیں جو قومیں ہلاک اس کا سبب یہی تھا
کہ کرتا اشراف کوئی چوری
تو چشم پوشی شعار کرتے
غریب اگر کوئی چوری کرتا
تو اس کی پاداش سے اسے وہ دوچار کرتے
قسم ہے اس ذات کی جو مالک ہے میری جاں کی
کہ فاطمہ دخترِ محمدؐ کرے جو چوری
تو ہاتھ اس کے بھی کاٹ دوں میں!
خطاب کے بعد حد ہوئی سارقہ پہ جاری
یہ تھی رسول کریمؐ کی معدلت شعاری
مگر وہ عورت بھی تھی عجب حق پرست عورت
خجستہ جاں، پاسدارِ عہدِ الست عورت
کیا نہ محسوس روح پر بار کوئی اس نے
کیا نہ ردِ عمل کا اظہار کوئی اس نے
نہ راہِ سرتابی و طغیٰ پر مزاج آیا
لبوں پہ اس کے نہ شکوہ و احتجاج آیا
جب اس نے تسلیم دل سے شرعِ رسولؐ کر لی
تو حق تعالیٰ نے اس کی توبہ قبول کر لی

جعفر بلوچ

تیری عطا

میں دشتِ طلب   تو شمس ضحیٰ
تیری ایک کرن کے لمس میں گم
میرا ہشتِ زیاں ذرہ ذرہ
میں پیاس بہ لب   تو شاہ دریا
تیری ایک چھلک سے بھر جائے
میرا ظرف دنیا و اخریٰ

کیا میرا نسب   اے نورِ خدا
تیری نسبت سے پُر نور ہوا
میری قسمت کا گوشہ گوشہ

میرے روز و شب ہیں تیری عطا
تیرا قرب گھڑی پل مل جائے
کر جاؤں صدقہ عمروں کا

مجھے بندۂ رب   تو نے ہی کیا
ترے درسِ وحدانیت نے
مجھے کل عالم کا ہوش دیا

سب تیرے سبب
سب کچھ تیرا
تجھ پر ہی درود، سلام پڑھیں
سب خلق، ملائک اور خدا

علی اکبر عباس

ظہورِ قُدسی

دم بخود آسمانوں کے چہرے پہ بکھری ہوئی چاند کی کونپلیں
شبِ ظلم کے زخم خوردہ زمانوں کو اجلی سحر کی بشارت بھی دینے لگی ہیں
وقت گہرے تبسم کے گھنتے ہوئے پانیوں میں جواہر کے ریزے
پرونے لگا ہے
معبدِ جاں کے اصنام سجدے میں گر کر خدا کی بزرگی کا اعلان
کرنے لگے ہیں
شاخِ گل پر حیاتِ فسردہ کا اُدھڑا ہوا جسم انگڑائیاں لے رہا ہے
یہ کون آرہا ہے
یہ کون آرہا ہے
دیارِ نبوت کی اونچی فصیلوں پہ آیات کی بارشیں نور کے بیل بوٹے
بنانے لگی ہیں
حریمِ شفاعت کی چلمن میں نتھری ہوئی ساعتوں کو
درودوں کے پرچم عطا ہو رہے ہیں
نمو کے جزیروں میں جذبات کے موسموں کو صدا کے نئے پیرہن مل رہے ہیں
یہ کون آرہا ہے
یہ کون آرہا ہے
آسماں کس کے قدموں کی مٹی کو کشکولِ جاں میں سمیٹے ہوئے ہے
کہکشاں کس کے نقشِ کفِ پا کا جھومر سجا کر سرِ رہگزارِ فلک
رقص کرنے لگی ہے
دھنک کے سبھی رنگ کس کے لیے حرفِ تازہ کی کونپل پہ مہکے ہوئے ہیں
صحائف کے اوراقِ تشنہ پہ لکھی عبارت کی تکمیل ہونے لگی ہے
جمالِ قلم اور حُسنِ تصوّر کا بُرجِ یقیں میں ملن ہو رہا ہے
یہ کون آرہا ہے
یہ کون آرہا ہے

—— ریاض حسین چودھری (سیالکوٹ)

سلمان رُشدی کا قاتل

وہ ایک لمحہ
وہ وقت پر حکمران لمحہ
کہ جب عزیمت کی جرأت افزا منڈیروں پر جھلملاتے دیپک
اُگائیں گے روشنی کی فصلیں
دھنک جمے گی فضا میں ہر سُو، محافلِ رنگ و نور ہوں گی،
زمانے بھر میں اجالا ہوگا
اجالا ہوگا سعادتوں کا
سعادتوں کا اجالا ہوگا جسارتوں سے
جسارتیں۔
جو محبتوں کی نقیب ہوں گی
جہان کے محسن کی عزّت و حرمت و تقدّس کی نام لیوا
جسارتیں جو عَلم اٹھائیں گی حفظِ ناموسِ مصطفیٰؐ کا
جسارتیں جو گلا دبوچیں گی شاتمیت کا
اور،
بے اصل رُشدی ایسا خبیث اُس لمحے مارا جائے گا
جرأتوں کے، جسارتوں کے، عزیمتوں کے ننھا سا ہاتھوں سے
میرے ہاتھوں سے

راجا رشید محمود

ماہنامہ "نعت" لاہور

۱۹۸۸ء کے خاص نمبر

- جنوری ـــــ حمدِ باری تعالیٰ
- فروری ـــــ نعت کیا ہے
- مارچ ـــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
- اپریل ـــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ اول)
- مئی ـــــ مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- جون ـــــ اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ دوم)
- جولائی ـــــ نعتِ قدسی
- اگست ـــــ غیر مسلموں کی نعت (حصہ اول)
- ستمبر ـــــ رسول نمبروں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف (حصہ اول)
- اکتوبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
- نومبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
- دسمبر ـــــ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۸۹ء کے خاص نمبر

مہینہ	موضوع
جنوری	لاکھوں سلام (حصہ اول)
فروری	رسول نمبروں کا تعارف (حصہ دوم)
مارچ	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ اول)
اپریل	معراج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ دوم)
مئی	لاکھوں سلام (حصہ دوم)
جون	غیر مسلموں کی نعت (حصہ دوم)
جولائی	کلامِ ضیاء (علامہ ضیاء القادری) حصہ اول
اگست	کلامِ ضیاء (حصہ دوم)
ستمبر	اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ سوم)
اکتوبر	درود و سلام (حصہ اول)
نومبر	درود و سلام (حصہ دوم)
دسمبر	درود و سلام (حصہ سوم)

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۰ء کے خاص نمبر

- جنوری — حسن رضا بریلوی کی نعت
- فروری — رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نمبروں کا تعارف (حصہ سوم)
- مارچ — درود و سلام (حصہ چہارم)
- اپریل — درود و سلام (حصہ پنجم)
- مئی — درود و سلام (حصہ ششم)
- جون — غیر مسلموں کی نعت (حصہ سوم)
- جولائی — اردو کے صاحبِ کتاب نعت گو (حصہ چہارم)
- اگست — وارثیوں کی نعت
- ستمبر — آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ اول)
- اکتوبر — میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (حصہ چہارم)
- نومبر — درود و سلام (حصہ ہفتم)
- دسمبر — درود و سلام (حصہ ہشتم)

ماہنامہ نعت لاہور

۱۹۹۱ء کے خاص نمبر

- جنوری ---- شہیدانِ ناموسِ رسالت (اول)
- فروری ---- شہیدانِ ناموسِ رسالت (دوم)
- مارچ ---- شہیدانِ ناموسِ رسالت (سوم)
- اپریل ---- شہیدانِ ناموسِ رسالت (چہارم)
- مئی ---- شہیدانِ ناموسِ رسالت (پنجم)
- جون ---- غریب سہارنپوری کی نعت
- جولائی ---- نعتیہ مسدس
- اگست ---- فیضانِ رضا
- ستمبر ---- عربی ادب میں ذکرِ میلاد
- اکتوبر ---- سراپائے سرکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
- نومبر ---- اقبالؒ کی نعت
- دسمبر ---- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بچپن

ماہنامہ نعت لاہور ۱۹۹۲ء کے خاص نمبر

جنوری	نعتیہ رباعیات
فروری	آزاد بیکانیری کی نعت (حصہ دوم)
مارچ	نعت کے سائے میں
اپریل	حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (اول)
مئی	حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (دوم)
جون	حیاتِ طیبہ میں پیر کے دن کی اہمیت (سوم)
جولائی	غیر مسلموں کی نعت۔ حصہ چہارم (لالہ پچھمی نرائن سخا کی نعت گوئی)
اگست	آزاد نعتیہ نظم
ستمبر	سیرت منظوم
اکتوبر	سراپائے سرکار صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم (حصہ دوم)
نومبر	سفرِ سعادت، منزلِ محبت (حصہ اول)
دسمبر	سفرِ سعادت، منزلِ محبت (حصہ دوم)

ایڈیٹر نعت کی چند مطبوعات

ایڈیٹر "نعت" کی بیس سے زیادہ تصانیف/تالیفات شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے مندرجہ ذیل کتابیں دستیاب ہیں ——

۱۔ **حدیثِ شوق** دوسرا مجموعہ جس میں ۷۸ نعتیں ہیں۔ آخر میں ایڈیٹر "نعت" کی نعتیہ شاعری کے بارے میں اہلِ علم و دانش کی آرا شامل ہیں۔ دوسرا ایڈیشن صفحات ۱۷۶۔ قیمت ۴۲ روپے

۲۔ **نعتاں دی ڈالی** پنجابی مجموعۂ نعت جسے ۱۲ ربیع الاول ۱۴۰۹ھ کو صدارتی ایوارڈ دیا گیا۔ کتاب میں ۶۳ نعتیں ہیں۔ "حدیثِ شوق" کی طرح اس مجموعے میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے "تو" یا "تم" کا صیغہ استعمال کرنے کی جسارت نہیں کی گئی۔ صفحات ۱۴۴۔ قیمت ۳۰ روپے

۳۔ **قلزمِ رحمت** امیر مینائی کے مجموعۂ نعت "محامدِ خاتم النبیین" صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں سے اسّی نعتوں کا انتخاب۔ شروع میں امیر مینائی اور اُن کی نعت کے عنوان سے تحقیقی مقدمہ۔ صفحات ۹۶۔ قیمت ۱۰ روپے۔

۴۔ **نعتِ حافظ** حافظ پیلی بھیتی کے آٹھ نعتیہ مجموعوں کا انتخاب۔ شروع میں "حافظ اور کلامِ حافظ" کے عنوان سے ۳۵ صفحات کا مقدمہ۔ صفحات ۲۸۰۔ قیمت ۷۵ روپے ——

۵۔ **میرے سرکار** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مختلف موضوعات پر ایڈیٹر "نعت" کے فکر انگیز اور بصیرت افروز مضامین کا مجموعہ۔ صفحات ۱۴۴۔ قیمت ۱۸ روپے

۶- **احادیث اور معاشرہ** — حُسنِ معاشرت کے بارے میں آقا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تیس احادیثِ مُبارکہ کی تشریح۔

دُوسرا ایڈیشن۔ صفحات ۱۵۲- قیمت ۱۸ رُوپے

۷- **ماں باپ کے حقوق** — کتاب ۱۷ ابواب پر مشتمل ہے۔ کتاب کی تالیف میں ۷۰ سے زیادہ کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اپنے موضوع پر حرفِ آخر کی حیثیت رکھتی ہے۔ صفحات ۱۱۲- قیمت ۲۱ رُوپے

۸- **اقبالؒ قائدِ اعظمؒ اور پاکستان** — بانیٔ پاکستان، حکیم الامّت اور مملکتِ خُداداد پاکستان کے بارے میں نہایت اہم تحریر۔ دُوسرا ایڈیشن۔ صفحات ۱۶۰- قیمت ۳۰ رُوپے۔

۹- **اقبالؒ و احمد رضاؒ- مدحتِ گرانِ پیغمبر** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — علاّمہ اقبالؒ اور مولانا احمد رضا خان بریلویؒ کی قدرِ مُشترک عشقِ رسُول علیہ التحیۃ والتسلیم پر ایک جامع تحریر۔ تیسرا ایڈیشن۔ صفحات ۱۱۲- قیمت ۱۰ رُوپے

۱۰- **راج دُلارے** — بچوّں کیلئے "ایڈیٹر نعت" کی نظمیں۔ دُوسرا ایڈیشن۔ دو رنگی طباعت۔ صفحات ۹۶- قیمت ۸ رُوپے

۱۱- **تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ء** — تحریکِ ہجرت ۱۹۲۰ء کے اسباب و علل اور اس کے عواقب و نتائج کا یہ پہلا تاریخی اور تحقیقی تجزیہ ہے جسے حقائق کی روشنی میں دیکھا اور پرکھا گیا ہے۔ دُوسرا ایڈیشن۔ صفحات ۴۶۴- قیمت ۸۵ رُوپے

۱۲- **منشورِ نعت** — اردُو اور پنجابی نعتیہ فردیات کا مجموعہ۔ صفحات ۱۷۶- قیمت ۵۰ رُوپے

آپکو جن کتابوں کی ضرورت ہو اُن کی قیمت بھیج دیں کتابیں فوراً بھیج دی جائیں گی

اختر کتاب گھر
اظہر منزل۔ نیو شالامار کالونی
مُلتان روڈ۔ لاہور۔

ایڈیٹر نعت کی نئی تالیفات

حمد و نعت — مضامین: اِسلام میں توحید کا تصوّر۔ حمد، حامد اور محمود۔ احادیث میں حمدِ خُداوندی۔ حمدیہ شاعری میں ذاتی حوالہ۔ بارگاہِ خُداوندی میں مِلّت کی فریاد۔ حمد اور نعت کا تعلق۔ حمد میں نعت کی صُورتیں۔ قرآن مجید میں نعت صحابۂ کرامؓ اور نعت۔ نعت کیا ہے۔ نعت کی تعریف۔ نعت میں احترامِ رسالت کے تقاضے آشوبِ عصر اور نعت۔ نعت میں شمائل و فضائل کا بیان۔ نعت میں اظہرِ عجز۔ نعت میں افتخار کی صُورتیں —— ۲۹ حمدیں (جن میں نعت بھی ہے) اور "نعت کیا ہے" کے موضوع پر ۲۰ نظمیں اور حمد کے موضوع پر اب تک شائع ہونے والی کتابوں کا تعارُف

۲۰۸ صفحات — مضبوط جلد — خوبصورت چار رنگا گردپوش — قیمت: ۴۸ رُوپے

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — یومِ ولادتِ سرکارؐ ۱۲ ربیع الاوّل یا ۹ ربیع الاوّل (ایک تحقیقی مقالہ) ظہورِ قدسی (نعتیہ نثر پارے) مستانہ بزمِ مولود (خواجہ حسن نظامی کی اچھوتی تحریر) محافلِ میلاد (تاریخی و تحقیقی جائزہ) عربی مولود نامے، حیاتِ طیّبہ میں ربیع الاوّل کی اہمیت (سیرت النبیؐ کا نیا رُخ) قبۂ مولد النبیؐ، میلاد کا فلسفہ —— اور دوسرے مضامین کے علاوہ ۸۰ کے قریب میلادیہ نعتیں۔ ۳۳۶ صفحات۔ خوبصورت اور مضبوط جلد جاذبِ نظر گردپوش۔ قیمت ۷۲ رُوپے

مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم — مدینۂ طیّبہ کی فضیلت و فوقیت۔ مدینۃ الرسُولؐ کے اسمائے مقدّسہ۔ مدینہ، تاجدارِ مدینہؐ کی نظر میں۔ زیارتِ مدینہ کی اہمیت۔ مدینۂ منوّرہ میں حاضری کی تمنّا۔ سرکارؐ کا شہر۔ "مدینہ شناسی"۔ روضۂ سرکارؐ۔ زیارتِ روضۂ اطہر کی خواہش معنیٔ محبت اور حدودِ نیّت۔ تاریخ و آثارِ مدینہ۔ مدینہ، سرزمینِ محبت۔ مدینہ سفرناموں کی روشنی میں، اردو شاعری اور مدینۂ طیّبہ۔ نفس گم کردہ می آید جُنید و بایزید ایں جا۔ پنجابی نعت میں مدینۃ الرسُولؐ کا ذکر ان مضامین کے علاوہ مدینۃ النبیؐ پر ۲۹ نظمیں اور "مدینہ" ردیف کی ۲۸ نعتیں۔

۲۰۸ صفحات — مضبُوط جلد — دیدہ زیب گردپوش — قیمت: ۴۸ رُوپے

مکتبۂ ایوانِ نعت رجسٹرڈ
نزد جامع مسجد سُنّی رضوی
نیو شالامار کالونی، ملتان روڈ۔ لاہور

قوسِ قزح

(اسلامی موضوعات پر ڈھنک رنگ ہمہ مضامین)

شہناز کوثر (ڈپٹی ایڈیٹر ماہنامہ "نعت") کی اس کتاب میں:

- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی حیاتِ پاک میں ربیعُ الاول کے مہینے میں ہونے والے ۳۹ واقعات کا تفصیلی ذکر ہے
- حمد میں نعت کی اور نعت میں اظہارِ عجز کی صورتوں پر مضامین ہیں
- احادیثِ مقدّسہ کے حوالے سے مدینۂ طیّبہ کی اہمیّت پر بحث ہے
- دُرودِ پاک کی اہمیّت و فضیلت پر کئی مضامین میں دل آویز انداز میں نئے زاویوں سے روشنی ڈالی گئی ہے
- انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اُس کی سانس کی نالی اور پھیپھڑے پر کلمۂ طیبہ لکھا ہوا ہے
- اسلامی تعلیمات میں عدد کی اہمیت پر بصیرت افروز معلومات دی گئی ہیں
- حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی شانِ اقدس میں گستاخی کرنے والوں کو فنا فی النار کر کے تختۂ دار کو چومنے والے غازیوں کی مشترکہ خصوصیات کا تفصیلی تجزیہ ہے

کتابت و طباعت خوبصورت، سادہ و پُرکار سرورق: ۱۹۲ صفحات قیمت : پچاس رو

اختر کتاب گھر
اظہر منزل نیو شالیمار کالونی
ملتان روڈ — لاہور

قرآنِ حکیم کی مقدس آیات اور احادیثِ نبویؐ آپ کی دینی معلومات میں اضافے اور تبلیغ کے لیے شائع کی جاتی ہیں۔ اِن کا احترام آپ پر فرض ہے۔ ماہنامہ نعت کا ہر صفحہ حضورِ سرورِ کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ کے ذکرِ مبارک سے مزیّن ہے۔ لہٰذا ماہنامہ نعت کو صحیح اسلامی طریقے کے مطابق بے حرمتی سے محفوظ رکھیں۔

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۲۹۱

ماہنامہ نعت لاہور